دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ

الحق

608/ رجب، شعبان ۱۴۳۳ھ اپریل ۲۰۱۲

بیاد

شیخ الحدیث

مولانا عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسئول
مولانا سمیع الحق

مدیر اعلیٰ
مولانا راشد الحق سمیع

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ ؐ النَّبِی الاُمِّیِ وَ عَلیٰ اٰلِہٖ وَسَلِّم تَسلِیمَا

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ

الحق

اکوڑہ خٹک

جلد نمبر 51

شمارہ نمبر 07

رجب شعبان ۱۴۳۷ھ

اپریل ۲۰۱۶ء

مدیر اعلیٰ	نگران	مدیر
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ	حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ	حافظ راشد الحق سمیع حقانی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: ماہنامہ الحق کی خصوصی اشاعت حیات وخدمات نمبر: بیاد ڈاکٹر سید شیر علی شاہ مدنیؒ
  مولانا سمیع الحق مدظلہ کی ڈائری اور علمی منتخبات ....حضرت مولانا سمیع الحق صاحب ۲
- عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات ....مولانا حافظ عرفان الحق ۶
- روزہ کا مقام ،اہمیت اور مسائل ....حضرت مولانا حافظ انوار الحق ۱۷
- وقت کا ایک بڑا جہاد ....مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ ۲۳
- علم اُصولِ حدیث اقسام وانواع ....حضرت مولانا نور محمد ثاقب ۲۹
- مدارس میں علمی زوال کے اسباب اور حل .....(آخری قسط)..........مولانا حذیفہ وستانوی ۳۲
- لیبیا تاریخی پس منظر اور موجودہ صورتحال ....مولانا عنایت اللہ ندوی ۴۵
- تقریب دستار بندی وختم بخاری شریف کا آنکھوں دیکھا حال ....مولانا حبیب اللہ حقانی ۴۸
- اللہ اور انسان ....جناب مرزا اسلم بیگ ۵۴
- دارالعلوم کے شب وروز ....مولانا حامد الحق حقانی ۵۷
- تعارف وتبصرہ کتب ....مولانا اسرار ابن مدنی ۶۱

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔
فون نمبر: +92 923 -630435
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
فیکس نمبر: +92 923 -630922
فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/30 روپے۔ سالانہ -/350 روپے۔ بیرون ملک 35$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق ' مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ منظور عام پریس پشاور

کمپوزنگ:
بابر حنیف

608/ رجب،شعبان ۱۴۳۷ھ اپریل ۲۰۱۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ الحق کی خصوصی اشاعت
حیات و خدمات نمبر
بیاد شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ مدنیؒ

دارالعلوم حقانیہ کے شیخ الحدیث ،رونق مسند تدریس حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ مدنیؒ بیشمار اوصاف و کمالات کی حامل شخصیت ،گویا تنہا اپنی ذات میں ایک انجمن ،علم وعمل دعوت و جہاد سے بھرپور زندگی اور لازوال جدوجہد کو حیطہ تحریر میں لانے کیلئے ادارہ ''الحق'' نے ان کی حیات و خدمات اور عظمت و کمال کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے حسب سابق خصوصی اشاعت کا اہتمام کیا۔ درجنوں نامور اہل قلم ،صحافی ،علماء و مشائخ کی تحریرات پر مشتمل خصوصی اشاعت بحمد للہ چند ماہ کے عرصہ میں ساڑھے چھ سو صفحات کی ضخامت میں شائع ہوا،اسی حوالہ سے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا پیش لفظ بطور تعارف نذر قارئین ہے۔.................(راشد الحق سمیع)

کسی ہمدم دیرینہ کا وصال ملاقاتِ مسیحا و خضر سے بہتر ہے تو ایسے کسی محبِ صادق کی جدائی بھی قلب و جگر کے شق ہو جانے سے کم صدمہ نہیں، مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ جیسے محبِ مخلص ،صدیق حمیم حبیب وخلیل کی جدائی پر قلم نے سر بشکست ہو کر عجز و درماندگی کا اظہار کیا،سینکڑوں علماء و مشائخ عمائدین و قائدین پر بلا امتیاز مذہب و نسل سالوں تعزیتی احساسات کا اظہار کرتا رہا،مگر متاع دین و دنیا والد مکرم اور وسیلہ ء جنت والدہ محترمہ مرحومہ پر ہزار خواہشوں کے باوجود قلم سُن ہوگیا،بعض جگری دوست جن سے تعلق اور رشتے کی بعض اکابر نے ثلث الاثافی سے تشبیہ دی ان کی جدائی پر بھی جذبات و احساسات کے سارے سوتے خشک ہوگئے اور ان کیلئے آہ و شگوں کا اظہار چند کلمات تعزیت و مرثیہ سے بھی نہ کر سکا، عجز و درماندگی کی ایسی صورتحال اس وقت مولانا مرحوم کے بارے میں ہے تعلق بدو شعور سے قائم ہوا، ایک گاؤں ،ایک محلہ ،ایک گلی ،ایک مدرسہ ،ایک درسگاہ میں پلے پوسے ،گو مولانا مجھ سے سات آٹھ برس بڑے تھے مگر محبت، تعلق،

اپنائیت، موانست کی ایک دنیا وفات تک قائم رہی، ذہنی یگانگت اور سفر وحضر کی رفاقت کا سلسلہ انکے وصال حقیقی تک نہ صرف قائم بلکہ ہر لحظہ زندہ اور تابندہ رہا۔

حضرت والد صاحب مرحوم کے دیوبند بسلسلہ تدریس جانے سے قبل ہماری قدیم مسجد میں ایک شہتوت کے درخت کے نیچے جو طلبہ ان سے مستفید ہوئے ان میں افغان جہاد کے سرخیل مولانا محمد یونس خالصؒ جیسے ذہین وزیرک طالب علم بھی تھے، جو بعد میں اپنے وقت کے امام المجاہدین بنے۔ اسی مسجد کے درخت کے نیچے تقسیم ہند سے چند ماہ قبل (۱۹۴۷ء) دو چار گنے چنے خوش بخت طلبا میں ایک مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ بھی تھے، جو جاتے وقت شیخ الحدیثین اور استاد المجاہدین کے تمغے سینے پر سجا کر رب العالمین کے دربار میں پیش ہوئے اور وہاں سے راضیۃً مرضیۃً کے انعام واکرام سے سرفراز ہوئے۔

دارالعلوم دیوبند کا آغاز ایک چھوٹی سی مسجد میں انار کے درخت کے نیچے ملا محمودؒ اور ان کے چہیتے شاگرد (شیخ الہند) محمود حسن کے پڑھنے پڑھانے سے ہوا، یہی صورتحال اکوڑہ خٹک کی مسجد ککے زئی میں درخت کے نیچے اُس وقت کے ملا محمود (مولانا عبدالحقؒ) اور ان کے تلامذہ، مولانا خالص اور مولانا شیر علی شاہ کے تعلیم وتعلم کی بنی، اللہ تعالیٰ نے یہ دیوبند اول اور دیوبند ثانی (حقانیہ) کے درمیان ایک تکوینی مشابہت پیدا فرمائی۔ اس آغاز سے انجام تک علم وعمل، عزیمت واستقامت کی لمبی داستان ہے جس کی کچھ جھلک ماہنامہ "الحق" کے اس خصوصی اشاعت کی شکل میں پیش کی جارہی ہے، یہ جانے والے مرحوم کی خدمات میں دارالعلوم حقانیہ کا ایک معمولی سا نذرانہ عقیدت ہے، جسے بضاعۃ مزجاۃ کے طور پر ان کی بارگاہ میں تحسین وعقیدت کے طور پر پیش کیا جارہا ہے، حضرت کے تلامذہ، خدام، متعلقین، احباب اور ملک کے نامور قدرشناس اصحاب علم وفضل کی محبتوں اور محنتوں کا یہ سجا سجایا گلدستہ وقت کی کمی اور مناسب اسباب کی قلت کے باوجود کسی حد تک آنے والی نسلوں کیلئے علم وعمل کے میدانوں میں رہنمائی کا ذریعہ ثابت ہوگا۔

اللہ تعالیٰ مرتبین، منتظمین اور حضرت کے احباب متوسلین اور بالخصوص مقالہ نگاروں کی یہ کوشش قبول فرما کر حال اور مستقبل کی رہنمائی کا ذریعہ بنادے۔

مولانا سمیع الحق مدظلہ کی ڈائری اور علمی منتخبات

ماہنامہ الحق میں "مولانا سمیع الحق صاحب کی ذاتی ڈائری اور علمی منتخبات" سالہا سال سے چلنے والا علمی، ادبی، تاریخی اور سوانحی سلسلہ قارئین کی پرزور مطالبے اور شوق پر بالآخر کتابی شکل میں شائع ہوا۔ سینکڑوں صفحات پر مشتمل یہ کتاب دارالعلوم حقانیہ کی کہانی قدم بہ قدم ملکی، بین الاقوامی ایشوز پر بے لاگ تبصرہ اور تجزیے، علمی اور ادبی منتخبات لطیف نکات اور معنی خیز اشعار کا مجموعہ قارئین الحق کیلئے ادبی سوغات سے کم نہیں۔ کتاب کے تعارف کیلئے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے قلم اشہب سے پیش لفظ ملاحظہ فرمائیں..........(مدیر)

الحمدللہ والصلوۃ علی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم

پیش نظر کتاب زندگی کی بکھری ہوئی کہانی اور پراگندہ افکار واحساسات کا مجموعہ ہے، جسے عموماً ماضی کی بے رحم صبح وشام میں دفن کردیا جاتا ہے اور جسے سرِعام بے نقاب ہوجانے سے گریز کیا جاتا ہے کہ اپنی خلوت میں غیروں کے جھانکنے سے کسی بھی حساس طبیعت کو جھجک ہوتی ہے اپنی شب وروز اور نجی زندگی کی خلوتوں کو غیروں کی جلوت بنانا کون سی عقلمندی ہے؟ مگر جب عزیز مکرم مولانا حافظ عرفان الحق سلمہ اللہ تعالیٰ فاضل ومدرس دارالعلوم حقانیہ نے بوسیدہ بکھری ہوئی پھٹی پرانی ڈائریوں کا پٹارہ کھول کر اسے ماہنامہ 'الحق' کے ذریعہ تماشہ گاہ عالم بنادیا تو مخلص اور قدرشناس قارئین نے اس کے عیوب ونقائص سے صرف نظر کرکے اس کی قدر افزائی کی اور اسے کتابی شکل میں شائع کرنے کی بے تحاشہ فرمائش شروع ہوئی۔ ماضی کے دریچوں میں جھانک جھانک کربھی مجھے اس ڈائری کا شان نزول معلوم نہیں ہوسکا کہ بچپن کے نو دس سال کی عمر میں خبرنویسی اور تذکرہ نگاری کا خبط کیوں سوار ہوا؟ گردوپیش بھی قرطاس وقلم اور شعروسخن کا ماحول نہیں تھا کہ اس سے متاثر ہوا۔ ابھی الحق کا منصۂ شہود پر آنا بھی سولہ سترہ سال بعد کی بات تھی۔

بہرحال اولاً تو ڈائری کا تعلق گھر، محلہ اور گاؤں کے محدود حلقہ سے تھا کہ چھوٹی سی معمولی بات

بھی قابل ذکر سمجھ لیتا پھر شعور بڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کا دائرہ بھی اور اسلامی ملک کے حالات، شخصیات کے احوال واشغال تک پھیل گیا۔ والد کی شخصیت ہر کسی کے لئے قابل تقلید اور نمونہ عمل ہوتی ہے مگر مجھے عام لوگوں سے بڑھ کر اس صغر سنی میں اپنے والد ذی مرتبت (مولانا عبدالحقؒ) کی ذات میں ایک مثالی آئیڈیل نظر آیا اور ان کی شبانہ روز مشاغل سفر وحضر علمی، تدریسی، سماجی سرگرمیاں اور پھر ان کی قائم کردہ جامعہ حقانیہ کے ترقی پذیر مراحل واردین وصادرین کی آمدورفت اور اس کے بعد اپنی مصروفیات، علماء واکابر سے ملاقاتیں، ان سے استفادہ اور اسفار کی قابل ذکر باتیں ان یاداشتوں کا حصہ بنتی رہیں۔

اور آج یہ باتیں بحمد للہ جامعہ حقانیہ، اس کے عظیم بانی، اساتذۂ حقانیہ اور اس سے وابستہ حضرات کی تاریخ کا ایک اہم ماخذ بن سکتی ہیں۔

اس دور کے علمی، سیاسی اور دنیائے علم وفضل کے بعض نابغہ روزگار حضرات کے بارے میں ذاتی تاثرات کے حسن وقبح کا بھی عمر اور خیالات کی ناپختگی اور بعد میں پختگی کیساتھ تغیر پذیر ہونا بھی ایک طبعی بات ہے کہ حالات اور زمانہ کے اتار چڑھاؤ کا کسی رائے پر اثر انداز ہونا انسان کے بے بس ہونے کی دلیل ہے۔ اتار چڑھاؤ تغیر وتبدل اور مدوجزر سے ایک ہی ذات بری ہے جو الحی القیوم ہے۔

احوال شب وروز کے ساتھ علم وفضل، اصحاب فکر ودانش کے علوم وافکار، علمی لطائف وغرائب کا ایک غیر متناہی خزانہ کتابوں کے بحر ذخار کی شکل میں اس امت کا سرمایہ ہے کہ علم ہی اس امت کی شناخت اور انفرادی خصوصیت ہے اس سمندر کی غوطہ زنی میں کوئی موتی، کوئی ہیرا چننے کے قابل نظر آیا تو اُسے اس ڈائری کے دوسرے حصہ میں علمی منتخبات کے تحت سجایا گیا ہے۔ اگر پہلا سوانحی حصہ ہر کسی کیلئے لائق اعتناء نہ بھی ہوتو دوسرے حصہ سے کوئی بھی صاحب علم وادب بے نیاز نہیں ہوسکتا۔

کتاب کی تدوین وترتیب میں فاضل مؤلف مولانا حافظ عرفان الحق نے بڑی محنت اٹھائی، بکھرے اوراق کی شیرازہ بندی، دھندلے خطوط کو نئی روشنی دینا نہایت عرقریزی کا مشکل کام تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ کاوش آئندہ علمی وادبی ترقیات کا ذریعہ بنادے اور اگر کہیں مجھ ناچیز سے غلطی غلو اور افراط و تفریط یا بھول چوک ہوئی ہوتو اللہ تعالیٰ اس سے درگذر فرما کر اس کی خوبیوں کو مقبولیت سے نوازے۔

(قسط ۴۶) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی۔

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

۱۹۷۶ء کی ڈائری

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب' اہل محلہ و گردو پیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ' تحقیقی عبارت' علمی لطیفہ' مطلب خیز شعر' ادبی نکتہ' اور تاریخی تجزیہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیران ذوق مطالعہ استفادہ کرسکیں۔تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں...... (مرتب)

عرفان الحق سلمہ اللہ مرتب مضمون کی پیدائش

۲۴ جنوری 1976 بروز ہفتہ برادرم اظہار الحق کے ہاں رات پونے نو بجے بیٹے کی پیدائش ہوئی جسکا نام عرفان الحق رکھا گیا حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے خود کان میں اذان و اقامت فرمائی اللہ تعالیٰ صحیح معنوں میں عرفان حق سے مالا مال فرماکر علم وعمل اور تقویٰ میں اپنے اجداد کا جانشین ٹھہرادے۔آمین

مولانا عبیداللہ انور مدظلہٗ

ماہ اپریل کی ابتداء میں شیخ التفسیر حضرت لاہوریؒ کے جانشین حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہٗ اپنے استاد المکرم حضرت شیخ الحدیث کی عیادت اور زیارت کے لئے تشریف لائے طلبہ کی خواہش پر دارالحدیث میں خطاب بھی فرمایا۔

مولانا مفتی محمود مدظلہ

۱۰۔اپریل کو حضرت قائد جمعیۃ العلماء اسلام مولانا مفتی محمود صاحب تشریف لائے اور طلبہ سے ملکی وملی مسائل

پر مبسوط خطاب فرمایا حضرت مفتی صاحب اکثر و بیشتر صوبہ سرحد آتے جاتے ہوئے دارالعلوم کو قدوم سے نوازتے ہیں۔

مولانا عبداللہ درخواستی مدظلہٗ

۲ مئی بروز جمعہ عصر کے بعد امیر جمیۃ العلماء اسلام بقیۃ السلف مولانا عبداللہ درخواستی تشریف لائے۔ دارالعلوم سے باہر طلبہ و اساتذہ نے والہانہ استقبال کیا، عصر کے بعد شام تک آپ کا خطاب جاری رہا۔ بعد از مغرب جاتے وقت دارالعلوم کی ترقیات اور طلبہ کیلئے دعائیں کرتے ہوئے آپ پر رقت طاری ہوگئی اور فرمایا کہ انشاء اللہ یہاں سے اسلام کے نشاۃ ثانیہ اور اسلامی انقلاب کی لہریں اٹھیں گی۔ طلبہ کو جادۂ حق پر گامزن رہنے اور استقامت کی تلقین کی حضرت درخواستی نے واپسی میں راولپنڈی ہسپتال میں حضرت شیخ الحدیثؒ کی عیادت بھی فرمائی۔

اسیر مالٹا مولانا عزیر گل مدظلہٗ

۱۵ مئی کو عصر سے قبل اسیر مالٹا حضرت شیخ الہند کے تلمیذ رشید مولانا عزیر گل مدظلہ نے تھوڑی دیر کیلئے دارالعلوم میں قدم رنجہ فرمایا اور طلبہ کو تحریک ریشمی رومال کے اس درخشندہ اور تابندہ فرد فرید کی زیارت کا موقع ملا۔ حضرت موصوف ضعف بصارت کی وجہ سے اپریشن کی غرض سے راولپنڈی تشریف لے گئے تھے واپسی میں دارالعلوم کو نوازا۔

مولانا محمد یوسف بنوری مدظلہٗ

۱۵ مئی بروز ہفتہ حضرت علامہ شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف بنوری مدظلہٗ نے دارالعلوم میں قدم رنجہ فرمایا اور کچھ دیر کیلئے طلبہ کو اخلاص وللہیت اور طالب علم کے موضوع پر تقریر فرمائی اور طلبہ و دارالعلوم کیلئے دعائیں فرمائیں۔

مولانا عبدالحنان صاحب تاجک

۲۰ مئی کو ایک اور بزرگ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب تاجک شیخ الحدیث اوکاڑہ بھی حضرت شیخ الحدیث سے ملنے تشریف لائے اور طلبہ کے تقاضا پر علم اور طالب علم کے آداب پر مختصر مگر موثر خطاب فرمایا۔

کتب خانہ اور شعبۂ تصنیف و افتاء کی تعمیر

جون ۷۶ء: دارالعلوم میں کتب خانہ اور تصنیف و تالیف دعوتی اور اشاعتی امور نیز افتاء کیلئے مستقل عمارت نہیں

اور اب تک یہ کام درسگاہوں وغیرہ سے لیا جارہا ہے۔ موزوں کتب خانہ جس میں دارالمطالعہ کے علاوہ درسی، غیر درسی، قلمی اور مطبوعہ کتب کیلئے الگ الگ حصے ہوں، کی ضرورت مدت سے محسوس کی جارہی تھی اس عمارت کا نچلا حصہ جو احاطہ قاسمیہ کے نام سے موسوم ہے۔ اور طلبہ کا دارالاقامۃ ہے۔ بحمد اللہ اس سے قبل تیار ہو چکا ہے اور اس کا بالائی حصہ جو مذکورہ ضروریات کے لئے عمارات پر مشتمل ہوگا کی تعمیر شروع کردی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بھروسہ کے علاوہ ظاہری اسباب میں اس کثیر المصارف منصوبہ کی تکمیل کا ذریعہ نہیں ملک وملت کے چند اہل خیر بھی توجہ فرمادیں اور اس دعوتی، علمی صدقۂ جاریہ میں حصہ لے سکیں تو یہ ان کیلئے عظیم الشان ذخیرہ آخرت ثابت ہوسکتا ہے۔ حلال کمائی کا دین وعلم کی اشاعت واستحکام میں خرچ کرنا ایک بہترین مصرف ہے۔

حضرت شیخ الحدیث کی صحت

شیخ الحدیث مدظلہٗ کی علالت اور نقاہت کا سلسلہ تو بدستور چل رہا ہے مگر علمی وتدریسی مشاغل بھی جاری رہتے ہیں جو علالت میں اضافہ کا موجب بنتے جارہے ہیں۔ چنانچہ متعلقین اور ڈاکٹروں کے اصرار پر آپ ۲۶۔اپریل ۱۹۷۶ء کو راولپنڈی کے سنٹرل گورنمنٹ ہسپتال میں داخل ہوئے تاکہ علاج کے ساتھ آرام کا بھی موقع مل سکے۔ آپ ۷ ۔مئی تک ہسپتال میں رہے اور اب دارالعلوم تشریف لا چکے ہیں۔ مگر امراض، عارضۂ قلب اور بینائی میں تکلیف اور کمی بدستور ہے۔ اس حالت میں اسباق بھی پڑھاتے ہیں۔

شعبۂ تنظیم فضلاء دارالعلوم حقانیہ کا قیام اور فضلاء کے نام شیخ الحدیث کا پیغام

محترم المقام زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ دارالعلوم حقانیہ کے قابل فخر فاضل ہیں اور مادر علمی کے ساتھ آپ کا ربط وتعلق نہایت ضروری ہے۔ بسا اوقات دینی، علمی تدریسی خدمات کے لئے لوگوں کی طلب آجاتی ہے مگر اکثر فضلاء سے رابطہ نہ ہونے کی وجہ سے ہم انہیں موزوں خدمت کیلئے منتخب نہیں کرسکتے اس کے علاوہ دارالعلوم عنقریب اپنی زندگی کے تیس سال پورے کررہا ہے انشاء اللہ۔

اس وقت بحمد اللہ ابنائے دارالعلوم کی علمی تدریسی تبلیغی اور معاشرتی خدمات سے ملک وبیرون ملک مسلمان مستفید ہورہے ہیں۔ دارالعلوم میں فضلاء سے رابطہ اور علمی ودینی خدمات منظم کرنے کی خاطر شعبۂ تنظیم فضلاء حقانیہ قائم کردیا گیا ہے۔ نیز عصر حاضر کے بڑھتے ہوئے تقاضوں کے پیش نظر تصنیف وتالیف کے میدان میں منظم طور پر کام کرنے کیلئے مؤتمر المصنفین کے نام سے ایک مستقل شعبہ بھی قائم کردیا گیا ہے۔ جو علمی ودینی موضوعات پر فضلاء کی تحریری تربیت اور اکابر کی اہم تصانیف کی اشاعت کا کام کرے گا اور امید ہے فضلاء اس شعبہ کی تمام مطبوعات حاصل کرکے اسے مزید خدمت کا موقعہ دیتے رہیں گے۔

فوری طور پر ہمارے سامنے دارالعلوم کے تیس سال کی تاریخ مرتب کرنا اور ان تیس سالوں کے بارہ میں ماہنامہ الحق کا ایک ضخیم خصوصی شمارہ شائع کرنا ہے جو دارالعلوم کی تمام ہمہ جہتی خدمات اور ابتدائے تاسیس سے اب تک کے تمام شعبوں، طلبہ، اساتذہ اور بالخصوص فضلاء کے تفصیلی احوال پر مشتمل ہوگا اور انشاء اللہ علمی دنیا کیلئے ایک تاریخی دستاویز کا کام دے گا اس طرح حلقۂ فضلاء اپنی تمام حقانی برادری سے متعارف ہو سکے گا اور علمی دنیا ان کو ہمہ جہتی خدمات سے بھی باخبر ہو سکے گی۔ اس لئے علم، دین، مسلک ومشرب اور دارالعلوم کے مفاد کی خاطر حسب ذیل سوالات کا مفصل جواب واضح اور صاف قلمبند کر کے جلد از جلد ارسال فرمادیجئے تاکہ تاریخی دستاویز اور الحق کا خاص نمبر آپ کے ذکر خیر سے خالی نہ رہے۔

اس کے علاوہ اہم دینی وعلمی مسائل پر اسلام کی ترجمانی کرنے والا ماہنامہ الحق جو آپ کی مادر علمی کا ترجمان ہے بھی ہر ماہ آپ کو مطالعہ کرنا چاہیے۔ فضلاء دارالعلوم کو تو اپنے علمی ودینی مجلہ کا رکن بننا نہایت ضروری ہے اگر آپ اس کے خریدار نہیں تو فوری طور پر خریداری قبول کیجئے اور خریدار ہیں تو اپنے حلقہ اثر میں اسکی اشاعت بڑھایئے۔ سوالنامہ حسب ذیل ہے:

۱۔ سن فراغت۔

۲۔ فراغت کے بعد کہاں کہاں تدریس کی اور کن کتابوں کی۔

۳۔ کسی مدرسہ یا دینی ادارہ کی تاسیس، اہتمام، نظامت وغیرہ معہ تفصیل مدرسہ۔

۴۔ تقریر وخطابت امامت و درس قرآن وحدیث میں آپ کی خدمات، کالج، سکول، فوج وغیرہ میں ملازمت کی نوعیت۔

۵۔ تحریر وتصنیف، شعروادب، تجوید وقرأت کے میدان میں خدمات تحریری کام مطبوعہ وغیر مطبوعہ۔

۶۔ سیاست اصلاح معاشرہ اصلاح رسوم تبلیغ ودعوت کی تفصیلات۔

۷۔ علمی مشاغل کے علاوہ ذریعہ معاش، پیشہ، طبابت، تجارت وغیرہ۔

۸۔ دارالعلوم میں زمانۂ قیام کے اہم واقعات، اساتذہ اور دارالعلوم کے بارہ میں تاثرات۔

۹۔ آپ کے علاقہ میں فضلاء دارالعلوم کی علمی، تدریسی وغیرہ خدمات کی تفصیل اور اثرات۔

۱۰۔ خط وکتابت کیلئے آپ کا موجودہ پتہ۔

۱۱۔ شعبۂ تنظیم فضلاء، دارالعلوم کی تاریخ، الحق کا خاص شمارہ، سالانہ خریدار بننے اور موتمر المصنفین کے

بارہ میں آپ کیا تعاون کر سکتے ہیں۔

۱۲۔ اگر آپ کو فرصت ہے تو باہر کے مطالبات پر آپ تدریس، امامت، ٹیچری وغیرہ کس قسم کی خدمات کیلئے تیار ہو سکتے ہیں جواب جلد ارسال فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ ملک وملت کی بہترین خدمات کی توفیق عطا فرمادے۔

والسلام عبدالحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (ماہنامہ الحق مئی، جون ۱۹۷۶ء)

اجتماعی مرض اوراس کا علاج

۲۵ ستمبر: علالت کی وجہ سے ایک عرصہ کے بعد یکم شوال ۱۳۹۶ھ بروز ہفتہ عیدگاہ اکوڑہ خٹک میں نماز عید سے قبل حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے مسلمانوں کا اجتماعی مرض اوراس کے علاج پر مختصر خطاب فرمایا۔

مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس

دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کا بجٹ اجلاس ۳۰ شوال ۱۳۹۶ھ مطابق ۲۳ اکتوبر ۱۹۷۶ء کو دارالحدیث میں حسب سابق نہایت کامیابی سے منعقد ہوا جس میں ملک کے مختلف حصوں سے ارکان دارالعلوم نے شرکت کی اجلاس کی صدارت دارالعلوم کے بزرگ رکن الحاج میاں محمد اکرم شاہ صاحب کاکاخیل نے فرمائی تلاوت کلام پاک کے بعد حضرت والد ماجد نے دینی علوم کی اہمیت اور برصغیر میں اسلام کی حفاظت واشاعت کے بارہ میں اہم خطاب فرمایا اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث مہتمم دارالعلوم حقانیہ کی ضعف اور علالت کی وجہ سے احقر (مولانا سمیع الحق) نے نیابۃً نئے سال کے بجٹ کی تشریح اور منظور شدہ بجٹ کی کمی بیشی کے اسباب اور سال روان کیلئے تخمینی میزانیہ پر مشتمل ایک طویل رپورٹ پیش فرمائی جس میں بتایا گیا تھا کہ سال ۱۳۹۵ھ میں دارالعلوم کو مختلف مدات سے تین لاکھ چار ہزار چھبیس روپے اٹھاون پیسے کی آمدنی ہوئی اور تعلیمی، انتظامی، اشاعتی شعبوں پر ۱۳۹۵ھ میں تین لاکھ بہاسٹھ ہزار سات سو سولہ روپے چودہ پیسے خرچ ہوئے، سال رواں کیلئے چار لاکھ تریالیس ہزار آٹھ سو اٹھانوے روپے پچھتر پیسے کا میزانیہ پیش کیا گیا جس میں موجودہ فنڈ کی رو سے ایک لاکھ تین ہزار آٹھ سو بہتر روپے ستر پیسے کے خسارہ کے باوجود توکلا علی اللہ متوقع آمدنی کے پیش نظر شوریٰ نے منظور کیا کئی ارکان شوریٰ نے بجٹ پر تقریریں کرتے ہوئے دارالعلوم کے تمام شعبوں کے روز افزوں ترقیات پر اللہ تعالیٰ کی حمد وشکر اور اطمینان کا اظہار کیا، اجلاس میں بعض علمی ودینی منصوبوں کے قیام اور بعض شعبوں کو ترقی دینے پر بھی غور کیا گیا۔

علماء ومعاونین کی تعزیت

اجلاس کے آغاز میں ان مرحومین کیلئے فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی جن کا پچھلے قریبی عرصہ

میں انتقال ہوا، اور جن کی جدائی دینی وعلمی مقام رکھنے کی وجہ سے دارالعلوم کیلئے باعث غم بنی۔ان میں سے بعض کے اسماء گرامی یہ ہیں:

مفتی اعظم مولانا محمد شفیع صاحب کراچی،مولانا اطہر علی خان ڈھاکہ،مولانا عبدالوہاب صاحب، مولانا مفیض اللہ صاحب بنگلہ دیش، مولانا مفتی مہدی حسن صاحب مفتی دارالعلوم دیو بند، مولانا علامہ مارتو تنگ صاحب،مولانا عبدالباری ندوی،مولانا محمد ادریس ندوی نگرامی،مولانا محمد اسماعیل صاحب۔

اضافۂ مشاہرات

اجلاس نے موجودہ دور کی مہنگائی کے پیش نظر ذیلی کمیٹی کو اختیار دیا، کہ اساتذہ وعملہ کی تنخواہوں کے مسئلہ پر غور کرے، چنانچہ اس کمیٹی نے اپنے شام کے اجلاس میں تمام اساتذہ اور عملہ کی تنخواہوں میں معقول اضافہ کی منظوری دے دی جس کی وجہ سے دارالعلوم کے اخراجات میں صرف تنخواہوں کی مد میں تقریباً ۳۵ ہزار سالانہ کا اضافہ ہو جائے گا۔

نئے تعلیمی سال کا آغاز

۲۶ شوال سے دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کا افتتاح ہوا۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ نے درس ترمذی شریف کے افتتاح کے بعد علوم دینیہ کی فضیلت اور طلب علم کے آداب پر مختصراً تقریر کی،اس موقع پر اتفاق سے مولانا حافظ محمد اشرف صاحب شعبۂ اسلامیات پشاور یونیورسٹی اور مولانا غلام محمد صاحب مصنف ”حیات اشرف“ کراچی بھی تشریف لائے تھے، چنانچہ حضرت شیخ الحدیث صاحب کی خواہش پر مولانا محمد اشرف صاحب نے فضیلت علم پر موثر تقریر فرمائی،صرف دورۂ حدیث شریف میں طلبہ کی تعداد تقریباً ڈیڑھ سو ہے۔

مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ کی آمد

۲۴راکتوبر ۱۹۷۶ء: حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ دارالعلوم تشریف لائے آمد کا مقصد حضرت شیخ الحدیث کی زیارت تھی۔آپ نے دارالحدیث میں طلبہ سے خطاب کیا، دیگر شعبوں کے علاوہ آپ دارالعلوم کے نئے تصنیفی شعبہ موتمر المصنفین بھی گئے اور مطبوعات ادارہ پر نہایت تحسین کا اظہار کیا اور دعا فرمائی کہ خداوند تعالیٰ اس شعبہ کو پاکستان کے لئے دارالمصنفین اور ندوۃ المصنفین کا متبادل بنا دے۔

نئے استاد مولانا حسن جان (شہیدؒ) کا تقرر

شوال ۱۳۹۶ھ سے دارالعلوم کے اساتذہ میں حضرت مولانا محمد حسن جان صاحب فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کا بطور استاذ تقرر ہوا۔اس سے پہلے آپ کئی مدارس میں حدیث اور فنون کی اعلیٰ کتابیں پڑھاتے رہے ہیں۔مدینہ یونیورسٹی میں فراغت کے سال آپ نے پوری دنیا کے طلبہ میں فرسٹ پوزیشن

حاصل کی تھی۔ ایم اے اسلامیات بھی کر چکے ہیں اور جامعہ اشرفیہ لاہور میں مولانا محمد ادریس کاندھلوی سے کافی عرصہ استفادہ کرتے رہے۔

شاہ خالد کا خیر مقدم اور جوابی ٹیلی گرام

پاکستان میں فرمانروائے سعودی عرب شاہ خالد کی آمد مسرتوں کا باعث تھی، اس موقع پر حضرت والد ماجد نے پورے دارالعلوم کی طرف سے خیر مقدم کا ٹیلیگرام دیا، حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کے نام سفیر سعودی عرب جناب ریاض الخطیب صاحب کی وساطت سے شاہ خالد معظم کا جوابی پیغام ملا، جس میں شکریہ اور برادرانہ جذبات محبت وخلوص پر سپاس گذاری کا اظہار کیا گیا تھا۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی اولین تربیت گاہ، دادی جان کی وفات اور تعزیتی شذرہ

سرچشمۂ خیر و برکت، دادی اماں مرحومہ کی مبارک گود، جس میں حضرت شیخ الحدیثؒ کی تربیت ہوئی

مرحومہ کے سانحۂ ارتحال ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ کے موقع پر حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے ماہنامہ ''الحق'' میں ایک وقیع اور رُلا دینے والی ادارتی تحریر لکھی۔ جب دامن دادی اماں مرحومہ کا ہو تو اس میں نشوونما پانے والا بچہ کیوں نہ عظیم محدث اور اپنے وقت کا مسلم شیخ الحدیث قرار پائے۔ اس تحریر سے حضرت شیخ الحدیثؒ کے خانگی حالات، سیرت اور سوانح کے پس منظر، بعض مخفی گوشوں اور اہم ترین محرکات پر روشنی پڑتی ہے۔ اسلئے من وعن نذر قارئین ہے۔

فرصتِ غم کہاں زمانے میں
آج رولیں تیرے لیے دم بھر

۱۸ ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۱۹۷۶ء بروز جمعۃ المبارک نماز جمعہ سے کچھ دیر قبل میری دادی صاحبہ مرحومہ ومغفورہ اور حضرت قبلہ والد بزرگوار شیخ الحدیثؒ کی والدہ ماجدہ قدس اللہ سرہا العزیز واصل بحق ہوگئیں۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون اور یوں ہم خیر و برکت کے اس عظیم الشان سرچشمہ سے ظاہری طور پر محروم ہوگئے جس سے تقریباً پچاسی برس تک پورا خاندان مستفید ہوتا رہا۔

موت حق ہے اور سب کو جانا ہے، پھر مرحومہ کی عمر اور ضعف ونقاہت سب باتیں اسے ایک طبعی حادثہ بنا دیتی ہیں اور بظاہر یہ ایک ذاتی سانحہ ہے مگر درحقیقت دارالعلوم حقانیہ اور حضرت شیخ الحدیثؒ کے تمام کاموں میں پس پردہ دادی صاحبہ مرحومہ کی پرسوز، مسلسل اور شبانہ روز دعائیں جس انداز میں کارفرما تھیں اور جو مضبوط روحانی سہارا حاصل تھا، اس لحاظ سے یہ سانحہ صرف ایک گھرانے کیلئے نہیں بلکہ پورے ادارہ اور اس

کی علمی و دینی سرگرمیوں اور دارالعلوم سے وابستہ ہزاروں لاکھوں فضلاء، متوسلین و محبین کیلئے باعث رنج وغم بن گیا۔ قارئین ''الحق'' اور متعلقین میں سے بہت سے کم حضرات کو اس وجود باجود کی موجودگی کا علم تھا اور جب وصال کا علم ہوا تو بہت سے اہل اللہ، علماء وصلحاء نے اس امر کا اظہار کیا کہ دارالعلوم کی ترقیات اور اس کے خدام کا دین کی سربلندی کیلئے حقیقی مساعی کا راز اب سمجھ میں آیا ہے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ نے دارالعلوم کے اساتذہ اور طلبہ کے ایک تعزیتی اجتماع میں برسبیل تذکرہ فرمایا کہ'' مجھے یقین کامل ہے کہ اس پسماندہ، بے آب وگیاہ سرزمین، وادی غیرذی زرع میں دارالعلوم کا قیام اور دین کی اشاعت میری اس ضعیف والدہ ماجدہ کی سوز وتڑپ تعلق مع اللہ اور ہر لمحہ دعاؤں کا نتیجہ ہے''۔ پس دادی صاحبہ مرحومہ کی جدائی بلاشبہ اس لحاظ سے بھی موجب غم ہے کہ اس پرفتن و پرآشوب دور میں دارالعلوم، اس سے وابستہ شعبے اور ادارے ایک بہت بڑی روحانی قوت سے (جو پس پردہ تھی) اور اس کی برکات اور دعاؤں سے محروم ہو گئے، اللہ تعالیٰ اس خلاء کو مرحومہ کے روحانی برکات وفیوضات سے پر فرمادے۔

ہر شخص کو اپنے خاندان کے بزرگوں سے محبت اور عقیدت ہوتی ہے، مگر راقم الحروف جب ان تمام طبعی عوامل اور دواعی سے ہٹ کر بھی مرحومہ کی طویل زندگی پر نگاہ ڈالتا ہے تو ایمان و یقین، صبر وشکر اور عبدیت وفنائیت کے ایسے ایسے مظاہر میں اس پوری زندگی کو ڈوبا ہوا پاتا ہے جو ہر لحاظ سے ایک مومن کامل کی زندگی کہلائی جاسکتی ہے۔ اس عہد ظلمات میں جبکہ مردوں میں بھی ایمان و اعمال کے معیار پر پورے اترنے والے عنقاء ہیں دادی صاحبہ مرحومہ کی ذات میں ہمارے لیے ایک ایسی مومنہ قانتہ کی مثال موجود تھی کہ بلامبالغہ ان کا کوئی لمحہ اور کوئی لحظہ یاد خداوندی اور فکر آخرت سے خالی نہ رہتا، فرائض وسنن تو بڑی بات ہے نوافل ومستحبات اور اوراد واذکار میں بھی شدت حرص اور انہماک وشغف کا عالم جب تک قوی نے مکمل جواب نہ دیا فرائض سے کم نہ تھا۔ معمولی سے معمولی مسئلہ اور کسی شرعی حکم میں اتنا تصلب ہوتا کہ کسی کے کہنے پر بھی اپنی رائے میں لچک نہ پاتیں۔ عزیمت کا یہ حال کہ رخصت یعنی تیمم اور اشارہ سے یا بیٹھ کر نماز پڑھنے پر بھی ہم بمشکل انہیں آمادہ کرسکتے۔ ایک مدت مدید سے رمضان المبارک میں اعتکاف کا شدت سے اہتمام فرماتیں، یہاں تک کہ گذشتہ سے پیوستہ رمضان المبارک میں بھی اس سنت کو پورا فرمایا جبکہ بیماری اور ضعف ونقاہت کی وجہ سے تمام تیمار دار روزہ نہ رکھنے پر بھی مُصر تھے۔ اس سال بھی جب کہ استغراق اور نیم غنودگی کی وجہ سے دن اور رات کا امتیاز بھی مشکل ہو گیا تھا۔ رمضان المبارک کے روزے پورے کیے جبکہ جسم سانس لینے کا متحمل نہ تھا، مگر عین افطار کے وقت بھی بڑی مشکل سے روزہ کھولتیں اور یہ کھٹکا لگا رہتا کہ شاید یہ لوگ ترس کھا کر قبل از وقت میرا روزہ کھلواتے ہیں۔ قرآن

کریم کا ایک معتد بہ حصہ بچپن سے از بر تھا، ادعیہ مسنونہ کے کئی مجموعے گنج العرش وغیرہ طفولیت سے حفظ تھے، اذکار و اوراد کا ایک بڑا ذخیرہ ان کے دماغ میں تھا مگر اس کے باوجود نئی نئی دعاؤں اور اذکار مسنونہ کی تلاش میں رہتیں۔ اس ضمن میں کسی دعاؤں کی کتاب میں جبکہ ان کی بینائی قائم تھی کوئی دعا یاورد یاد کیا تھا اور بعد میں اس سے کچھ بھول گئیں اور کتاب کا نام بھی حافظہ میں نہیں رہا تھا مگر پچھلے دس پندرہ سال میں ایک بار نہیں بار بار جب بھی موقع ملا اس کتاب کی جلد وغیرہ کی نشانیاں بتلا بتلا کر مجھ سے تقاضا کرتیں کہ اُسے ڈھونڈ کر دعا کی تصحیح کرا دوں۔ یہی حال قرآن کریم کی نئی نئی سورتوں کے حفظ کرنے کا تھا، لیٹے لیٹے بھی زیادہ وقت قرآن کریم کی تلاوت اور ادعیہ مسنونہ اور ذکر اللہ میں گذرتا۔ اب جب کہ میں حافظہ پر زور دے کر اپنے عہد طفولیت کی یادوں کو دیکھتا ہوں تو کمرے میں دادی صاحبہ مرحومہ کو سحری کے وقت چکی پیستے ہوئے پرسوز اور مترنم لہجہ میں تلاوت قرآن کریم کی آواز کو اپنے کانوں میں آج بھی گونجتا ہوا محسوس کرتا ہوں، چکی کی آواز قرآن کریم کی تلاوت کے ساتھ ایک عجیب سماں باندھتی۔ وہ خود فرماتی تھیں کہ ہمیں ہمارے والد صاحبؒ تاکید کرتے تھے کہ صبح جب چکی پیسنی ہوتی ہے (اور اس زمانہ میں یہ سب کام خواتین کرتیں) تو بیکار خاموش رہنے کی بجائے قرآن کی تلاوت کرتے رہنا، اس طرح لطف بھی آئے گا اور تلاوت کی برکت اور لذت میں کام بھی آسان ہوگا۔ فرماتیں کہ اس طرح ہم وقت نماز تک ۶، ۷ سیر گندم بھی پیس لیتیں اور تلاوت کا ثواب بھی حاصل ہوتا رہتا، پھر صبح صبح لسی وغیرہ بنانے سے بھی فارغ ہو جاتیں۔ بعد میں بھی خوش قسمتی سے دادی صاحبہ کا کمرہ میرے کمرہ سے متصل تھا، بیچ میں ایک دروازہ بھی تھا۔ پچھلے سال تک سردیوں کی طویل راتوں میں جب بھی میری اُدھر توجہ ہو جاتی تو دادی صاحبہ کی تلاوت، اللہ تعالیٰ سے مناجات، ذکر اللہ اور پشتو زبان کے عارفین شعراء رحمان بابا وغیرہ کی منظوم مناجات اور استغفار و تسبیحات کی ایک عجیب گونج سنائی دیتی، رات بھر یہی شغل رہتا۔

بالخصوص موت کے شدائد، جہنم سے پناہ، مرضیات ربانی کی التجاء کا عجیب عالم تھا۔ جب بھی ہم نے مزاج پرسی کی تو یہی کہا کہ یہ تو سب گذر جائے گا اس دنیا کی بات کرو اور خاتمہ بالایمان کی دعائیں مانگیں۔ سکرات موت کا انہیں بے حد ڈر تھا مگر یہ مرحلہ ایسے گذرا کہ کسی کو محسوس بھی نہ ہوا کہ سوگئیں ہیں یا وصال ہوگیا ہے، یہاں تک کہ ڈاکٹر نے وفات کے بعد یقین دلایا کہ وصال ہو چکا ہے۔

وفات کیلئے انہیں جمعہ کا دن بہت محبوب تھا، وہ فرماتیں کہ میری دادیؒ کا وصال یوم العرفۃ کو صبح صادق سے قبل ہوا تھا، والد مرحوم بھی جمعہ کو فوت ہوئے اور والدہ مرحومہ بھی عین اس وقت جبکہ وہ تہجد پڑھ رہی تھیں جمعہ کو فوت ہوئیں، میں بھی اللہ سے یہی دعا مانگتی ہوں۔ چنانچہ یہ تمنا خدا نے پوری فرمائی

اور جمعۃ المبارک جسے والیوم الموعود و شاھد و مشھود کا بھی مصداق کہا گیا ہے۔نماز جمعہ سے کچھ قبل شہودِ حق کی دولت جاودانی سے سرفراز ہوئیں۔

عبادات میں انہماک زہد عن الدنیا کی یہ دولت انہیں اپنے والد ماجد اور بالخصوص اپنی والدہ ماجدہؒ سے ورثہ میں ملی تھی، وہ اپنی والدہ مرحومہ کی عبادات اور ریاضات کے وہ وہ حالات بیان کرتیں کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے۔ فرماتی تھیں ذی الحجہ اور محرم کے دس دس دن اور اس کے علاوہ ہر سال تین ماہ سات دن روزوں کا معمول تھا جسے تقریباً زمانہ صحت میں مرحومہ نے بھی اپنایا۔

یہی حال دادی صاحبہ کا عبادات کے علاوہ دیگر اخلاقی قدروں میں بھی تھا۔ حیاء وعفت کا یہ عالم تھا کہ ان کی بینائی کسی تکلیف سے ۳۰،۳۵ برس قبل زائل ہوگئی اندازہ یہ تھا کہ علاج اور اپریشن سے بینائی بحال ہو سکتی ہے اور پردے وغیرہ کا عارضہ بھی ہے۔ اس کیلئے حضرت والد ماجد مرحوم نے بارہا باصرار آمادہ کرنا چاہا مگر صرف اس وجہ سے آمادہ نہ ہوتیں کہ میں اپریشن وغیرہ کے دوران نامحرم مردوں کو کیسے منہ دکھاؤں، مجھے اس دنیا کی آنکھیں چاہئیں یہ دنیا تو گذر ہی جائے گی۔

زندگی بھر میں نے کوئی نا مناسب اور سخت جملہ ان کی زبان سے نہیں سنا نہ غصہ اور غضب میں ڈوب کر کوئی ناشائستہ بات زبان سے نکلی۔ جب تک صحت اچھی تھی سحری سے اشراق تک مصلی پر بیٹھ کر اپنے وظائف پورے کرنا اور پھر اس کے بعد آس پاس کے بچوں اور بچیوں کو قرآن کریم پڑھانا پھر عصر کے بعد عشاء گئے تک اپنی عبادتوں میں مصروف رہنا اور رات کو سونے سے قبل بچوں بچیوں کو دینی احکام، بزرگوں کے واقعات، عالم آخرت، برزخ، جہنم، پل صراط اور میدان محشر کی باتیں سنانا یہی روز و شب تھے۔

جب ناچیز اپنے حقیر سے دینی جذبات اور احساسات پر غور کرتا ہے تو ان باتوں کی اولین مربیہ اپنی دادی اماں ہی کو پاتا ہے جو میرے بدو شعور سے رہی ہے۔ رات کو سونے سے قبل خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آخرت کی باتوں، جنت وجہنم کی تفصیلات، فرشتوں کے حالات، صحابہؓ کرامؓ اور بزرگوں کے عجیب وغریب واقعات میں مجھے مگن کر دیتیں۔ یہ میری وہ عمر تھی کہ میرا ذہن ان باتوں کا قطعی صحیح ادراک نہ کرسکتا اور میں حیرت کی وادیوں میں اپنے آپکو گم پاتا۔ یہی نہیں بلکہ غزوات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فتوحات مصر و شام اور کربلا کی داستان کرب و بلا کی اولین جھلکیاں اپنے دماغ میں اپنی دادی اماں ہی کے ذریعہ محسوس کرتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ عمل کی ہزار تہہ دامنی اور تہی دستی کے باوجود اگر دادی اماں مرحومہ نے بچپن سے معصوم دینی جذبات اور احساسات کا بیج دل میں نہ بویا ہوتا تو شاید عمل کیساتھ ساتھ عقیدہ کی کتنی کوتاہیوں کا شکار ہوتا۔ وہ میرے دینی جذبات کی پہلی معلمہ اور مربیہ

تھیں، حق تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے......

أتاني هواها قبل أن أعرف الهوىٰ

فصادف قلباً خالياً فتمكنا

خداوندکریم نے اپنی اس عابدہ اور شاکرہ کو دنیا میں بھی آنکھوں کی ٹھنڈک سے نوازا یعنی حضرت شیخ الحدیث مرحوم جیسا فرزند دیکھا اور انکی علمی و دینی برکات سے خوش ہو ہو کر اس دنیا سے گئیں۔

وہ مجھے فرماتی تھیں کہ وہ اور میرے دادا مرحوم آپس میں باتیں کرتے کہ ہم نے حضرتؒ کی شکل میں ایک پودا دین کے لیے لگایا ہے، کاش! یہ پودا ایک گلشن سرسبد بن جائے۔ اس پودے کو دادی صاحبہؒ نے خون پسینہ سے سینچا، اسکی آبیاری کی اور اسے اتنا سرسبز و شاداب بنا ہوا دیکھا کہ اس کے ثمرات ہزاروں فضلاء اور علماء جیسی روحانی ذریت کی شکل میں انہیں ملے جو انشاء اللہ اب عالم آخرت میں رہتی دنیا تک ان کیلئے صدقۂ جاریہ بنیں گے۔

وفات کے وقت حضرت شیخ الحدیث مرحوم قومی اسمبلی کے اجلاس میں مصروف تھے، اطلاع ملنے پر شام کو گھر پہنچے، احقر راقم الحروف کراچی میں تھا ہفتہ کے روز رات کو گھر پہنچا، نماز جنازہ ہفتہ کے دن گیارہ بجے پڑھی گئی۔ بدقسمتی سے میں اس سعادت اور آخری دیدار سے محروم رہا۔ وفات کی خبر راتوں رات اکثر علاقوں میں پہنچ گئی، ریڈیو نے اس خبر کو رات کو اور پھر صبح کو نشر کیا، اخبارات میں بھی اطلاع آ گئی۔ اکثر حضرات کا کہنا ہے کہ ایسا پرشکوہ نورانی جنازہ اس علاقہ میں دیکھنے میں نہیں آیا۔ ایک عجیب نورانی مخلوق، علماء، صلحاء، مشائخ وطلباء علوم دینیہ اور دیگر دیندار مسلمان فوراً پہنچ گئے۔ ہر شخص تجہیز و تکفین کی سعادت میں شریک ہونا چاہتا تھا۔ مقامی ٹاؤن کمیٹی اور شہریوں نے ہر طرح سے تعاون کیا، اکثر دوکانیں بند رہیں۔

علماء و مشائخ کے علاوہ بے شمار عمائدین، شرفاء اور معززین ملک پہنچ گئے۔ بعد میں تعزیت کا سلسلہ بھی بے حد دراز رہا۔ تعزیت کے لیے آنے والوں میں گورنر سرحد، کئی وفاقی اور صوبائی وزراء، قومی و صوبائی اسمبلی کے ارکان، تعلیمی اداروں سے وابستہ حضرات بالخصوص پشاور یونیورسٹی کہ جس کے وائس چانسلر سے لے کر اکثر شعبوں کے سربراہوں، پروفیسروں، لیکچراروں اور طلبہ نے بہت بڑی تعداد میں قدم رنجہ فرمایا۔ ملک بھر سے مدارس عربیہ بالخصوص فضلاء دارالعلوم حقانیہ نے ختم کلام پاک اور روحانی والدہ کے لیے ایصال ثواب و دعائے مغفرت کی اطلاعیں دیں، ملک بھر کے سرکردہ اکابر ملت نے دعاؤں سے نوازا۔ اللهم نور قبرها و برد ضريحها و أمطر عليها شآبيب الرحمة والرضوان إلى يوم القيامة آمين يا إله العالمين

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

صیام وقیام کا مقام

اہمیت اور فضیلت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وعن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من صام رمضان ایماناً و احتساباً غفرلہ ماتقدم من ذنبہ ومن قام رمضان ایماناًواحتسا باً غفرلہ ماتقدم من ذنبہ ومن قام لیلۃ القدر ایماناً و احتساباً غفرلہ ما تقدم من ذنبہ (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا! جس نے ایمان کی حالت میں رمضان کا روزہ رکھا یعنی شریعت کو سچ جانتا ہواور رمضان کی فرضیت کا اعتقاد رکھتا ہواور ثواب کا طلبگار ہواس کے پچھلے گناہوں کو بخش دیا جائے گا اور جو بندۂ مسلم رمضان کی راتوں میں عبادت کی خاطر ایماندار ہوکر بہ نیت ثواب کھڑا رہا اسکے بھی تمام پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور جو مسلمان بندہ شب قدر میں عبادت کی خاطر ایماندار ہوکر بغرض حصول ثواب کھڑا رہا اسکے بھی سارے پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

محترم سامعین ! رمضان شریف کا مہینہ قریب آرہا ہے جو نہایت برکتوں اور رحمتوں والا مہینہ ہے،جو حدیث شریف میں نے ذکر کی ہے اس پر تفصیلی روشنی ڈالنے سے پہلے رمضان شریف کے چند فائدے بیان کرنا چاہتا ہوں۔

لفظ صوم کامعنی ومفہوم

لفظ صوم کے لفظی معنی روکنے کے ہیں اور شرع میں اس کے معنی ہیں کھانے، پینے اور جماع سے اور کسی چیز کے بدن کے اندر داخل کرنے سے صبح صادق کے طلوع سے لیکر غروب آفتاب تک مع نیت صوم

کے رُک کے رہنا،اسے کہتے ہیں شرعی صوم،یہ اسلام کا تیسرا اہم رکن ہے۔جس کا ذکر اساس اسلام کے حدیث میں وصوم رمضان کے الفاظ سے آیا ہے۔

روزہ رکھنے کے بے شمار ظاہری فوائد

روزہ رکھنے میں بے شمار جسمانی اور روحانی فوائد ہیں۔آج کل میڈیکل ڈاکٹروں کی تحقیق ہے کہ روزہ بہت جسمانی بیماریوں کا دفاع کرتی ہے۔

اکثر و بیشتر بیماریاں کثرت اکل (بے سیارخوری) کی وجہ سے رونما ہورہی ہیں اور اسکا علاج قلت طعام ہے۔اس لئے ڈاکٹر حضرات موٹاپے کا علاج کم کھانے یا ایک وقت کھانا کھانے میں بتاتے ہیں۔روزہ رکھنے کی وجہ سے انسان کا کھایا ہوا خوراک شام تک خود بخود ہضم ہوجاتا ہے اور معدہ مضر رطوبات اور فاسد غذا سے صاف ہوجاتا ہے۔جسمیں تندرست اور صحت مند ہونے کے ساتھ ساتھ بے شمار دیگر فوئد بھی ہیں۔اسلئے مشائخ عظام اور صوفیاء کرام اپنے مریدوں کو کم کھانے کی مشق کراتے ہیں تاکہ مرید صحت منداور تندرست رہ کر اذکار واوراد کا خوب اہتمام کرکے تزکیہ باطن حاصل کریں۔

اصلاحِ نفس کا ذریعہ

روزے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعے نفس امارہ کی اصلاح ہوتی ہے اور اسکی تیزی اور شرارت جاتی رہتی ہے اور تمام اعضاء ماند اور سست پڑجاتے۔مثلاً آنکھ محرکات کی طرف دیکھنے کو نہیں چاہتی۔ زبان فضول باتوں کو کرنا نہیں چاہتی،کان بے فائدہ آوازوں کو سننا نہیں چاہتی۔اس لئے علماء کرام فرماتے ہیں کہ جب نفس سیر ہوتا ہے تو باقی تمام اعضاء بھوکے رہتے ہیں۔آنکھ دیکھنے کو،زبان بولنے کو،اور کان سننے کو ترستیں ہے کیونکہ نفس امارہ سیر ہو چکا ہے۔اب اسکی خواہشات کو اعضاء ہی پورا کرتے رہتے ہیں۔جس پر وہ خوش ہوکر فربہ ہوجاتا ہے لیکن جب نفس بھوکا رہے تو باقی تمام اعضاء سیر ہوجاتے ہیں۔تجربہ بھی یہی ہیں کہ بھوکے انسان کی خواہش نفسانی نہایت ہی کم ہوتے ہیں۔اسی وجہ سے رمضان میں گناہ کرنے کی انسان کی ہمت کم ہوتی ہے اور نفس کی کمزوری کی وجہ سے بہت سارے گناہوں سے انسان محفوظ ہوجاتا ہے۔آپ ؐ فرمایا کرتے تھے''حدیث شریف ہے:

یامعشر الشباب من استطاع منکم الباۃ فلیتزوج و من لا فعلیه بالصوم فانه له وجاء

اے نوجوانو کے گروہ! تم میں سے اگر کوئی بندہ شادی کرنے کی طاقت رکھتا ہوں تو وہ ضرور شادی کرلیں اور جو اسکی طاقت نہ رکھتا ہوں یعنی اس کے پاس سال ودولت نہ ہو تو پھر بہتر ہے کہ

زیادہ سے زیادہ روزے رکھا کریں اور یہی روزے اس کے لئے گناہوں سے بچاو کاذریعہ ہیں۔جسکی وجہ سے اس بندے کی شہوانی قوت کنٹرول ہوگی اور یوں وہ گناہ کرنے سے بچارہے گا۔ یہ روزہ گویا نفس انسانی کیلئے ٹھنڈک کپسول ہے، جونفس کی آگ کوہی ٹھنڈا کردیتی ہے۔ اللہ ہم سب کوروزے رکھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

روزہ کے باطنی فوائد

روزے کا یہ فائدہ ہے کہ دل کدورتوں سے پاک وصاف ہوجاتا ہے اوردل کی کدورت فضول گفتگو،آنکھ،کان اورزبان کی غلط استعمال سے پیدا ہوتی ہے اورروزہ داران چیزوں سے محفوظ رہتا ہے اوردل کی صفائی اور پاکیزگی کیوجہ سے اچھے کام کرتا ہے اورعالی درجات کوحاصل کرتا ہے اورروحانی ترقی کے منازل طے کرتا ہے۔

اوراس کا ایک فائدہ مساکین ، بیوہ اوریتیموں پررحم کرنا بھی ہے ۔اس لئے جب روزہ دار بھوکا رہتا ہے ۔تواس کو یہ تکلیف یادرہتی ہے لیکن جب وہ کسی بھوکے،فقیر،مسکین،کودیکھتا ہے تواس پر ترس کھاجاتا ہے اوراس حال پردل سے رحم کرنا چاہتا ہے کیونکہ روزہ دار نے خود بھوک کا مزہ چکھاہوتا ہے۔اس لئے دوسرے بھوکے رہنے والوں پررحم کرتا ہے اوران کے مدد کیلئے مستعد رہتا ہے۔جو بڑے ثواب کا کام ہے کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام قحط سالی کے ایام میں باوجود کثرت غلہ کے سیر نہیں ہوتے تھے تاکہ وہ بھوکوں کو نہ بھول جائیں۔

ایمان کے بغیرکوئی عمل مقبول نہیں

آمد برسر مطلب جوحدیث شریف میں نے ذکر کی ہے اس کا پہلا جملہ من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ماتقدم من ذنبه جس مسلمان بندے نے رمضان شریف کے روزے ایمان داری اورثواب حاصل کرنے کی نیت سے رکھااس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔یہاں پر پہلا لفظ ایمان کااستعمال ہوا ہے جوتمام اعمال صالحہ کے مقبول اور پائیدار ہونے کا شرط اولین ہے۔ایمان کے بغیر کوئی بھی عمل خواہ کتناہی بڑا کیوں نہ ہومردود ہے۔موجودہ دور کے سرمایہ دار غیر مسلم تنظیمیں اوراین جی اوز رفاہی ادارے جو نیک کام کرتے ہیں مثلا مفت علاج معالجہ،ترسیل خوراک ، پانی کی فراہمی سڑکوں کی تعمیر وغیرہ اچھے کاموں پر روزقیامت کوئی ثواب نہیں کیونکہ جس کے اندر اصل شے(ایمان)نہیں تواس کا کوئی بھی عمل

صالح قبول نہیں۔ البتہ ان لوگوں کے اصل نیک کام کرنے کا صلہ ان کو دنیا ہی میں دیا جاتا ہے۔ ومالھم فی الاخرة من خلاق آخرت میں کافروں کا کوئی حصہ نہیں۔

ہر عمل کے لئے نیت کی ضرورت

دوسرا جملہ آپ نے احتسابا ذکر فرمایا ہے جس کا معنی ہے ثواب کے نیت سے روزہ رکھنا بلا نیت ثواب اگر پورے سال بھی روزے رکھے جائیں تو بندے کو کوئی فائدہ نہ دے گا۔ بخاری شریف اور دوسرے کتابوں میں صریح ارشاد ہے۔'' انما الاعمال بالنیات''اعمال کا دارا و مدار نیتوں پر ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک روزے کی نیت رات ہی سے کرنی ضروری ہے صبح صادق تک اگر کسی نے فرض روزے کی نیت نہیں کی تو اس کا روزہ ہی نہ رہا جب روزہ نہ رہا تو ثواب کہیں کا اور سحری کرنا ہی رمضان شریف کے روزے کا نیت ہے کیونکہ سحری کھانے کا مطلب ہی کل روزے رکھنے کا ہے زبان سے نیت کرنا کوئی ضروری نہیں۔ دل کا ارادہ ہی کافی ہے اور اگر کوئی زبان کے ساتھ بھی نیت کے الفاظ کہیں تو فبھا و نعمت اچھی بات ہے جس کے الفاظ یہ ہیں وبصوم غد نویت من شھر رمضان باقی رہے نفلی روزے تو اس کے لئے دن کے ۱۲ بجے تک نیت کر سکتے ہیں مثلا ایک بندہ صبح سویرے اٹھ کر نہ کچھ کھایا نہ پیا حتیٰ کہ دن ۱۲ بجے نفلی روزہ رکھنے کا ارادہ کیا تو اس کا یہ عمل درست ہے اور اسکو نفلی روزے کا ثواب مل جاتا ہے۔

صوم رمضان صغائر کے معافی کا ذریعہ

تیسرا جملہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا ہے وہ یہ ہے غفر له ماتقدم من ذنبه اس کے تمام پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں یاد رکھئے! جہاں پر گناہوں کے معافی کا اعلان ہو جاتا ہے اس سے مراد صغیرہ گناہ ہوتے ہیں کیونکہ گناہوں کے دو ہی قسم ہیں صغیرہ اور کبیرہ۔

گناہ صغیرہ کی تعریف اور تعداد

علماء کرام نے ان دو قسموں کی مختلف تعریفیں کی ہیں۔ مثلا صغیرہ وہ ہے کہ جس پر عذاب کی وعید نہ آئی ہو اور کبیرہ وہ ہے جس کے کرنے پر عذاب آخروی کی وعید آئی ہو، مثلا کسی گناہ پر مداومت اسکو کبیرہ ہی بنا دیتا ہے خواہ وہ صغیرہ ہی کیوں نہ ہو۔ بعض علماء کرام نے کبائر کی تعداد گیارہ لکھی ہیں بعض نے سات سو تک شمار کئے ہیں۔ علامہ ابن حجر ہیثمی رحمہ اللہ نے کبائر پر دو جلدوں میں بہت بڑی کتاب ''الزواجر عن اقتراب الکبائر'' لکھی ہے۔ اسطرح امام ذہبی رحمہ اللہ نے بھی کبائر پر الگ

کتاب " الکبائر " لکھی ہے تو اب قاعدہ یہ ہے کہ کبائر بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور توبہ بھی سچی جس کی تین شرائط علماء کرام نے اپنی کتابوں میں ذکر کی ہیں (۱) گزشتہ گناہوں پر ندامت، (۲) آئندہ گناہ نہ کرنے کا مضبوط عزم وارادہ ، (۳) اللہ تعالیٰ سے رو رو کر معافی مانگنا ۔ یہ تین شرطیں ہیں توبہ نصوح کا۔

حدیث مذکور سے مراد گناہ صغیرہ ہے

اب یہاں پر جو ذکر ہوا کہ غفر له ماتقدم من ذنبه تو اس سے مراد صغیرہ گناہ ہی ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی ہے کہ وہ ہمیں ہمارے نیک اعمال کرنے کیوجہ سے معاف بھی فرماتے رہتے ہیں ۔ حدیث شریف میں ہیں کہ بندہ جب اچھی طرح وضوء کر کے مسجد کی طرف جاتا ہے تو ہر قدم کے ساتھ اس کا ایک گناہ صغیرہ معاف ہوجاتا ہے اور ایک درجہ اس کا بلند ہوجاتا ہے اور ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور یہ بھی حدیث شریف میں ارشاد ہوا ہے کہ جب بندہ وضوء کرتا ہے تو ہر اندام اور عضو دھونے سے اس اندام اور عضو کا گناہ بھی معاف ہوجاتا ہے ۔ جس سے مراد صغیرہ گناہ ہی ہیں ۔ اگر راستے میں کوئی بڑا کانٹا بھی مسلمان کو زخمی کردیتا ہے ۔ تو اس سے بھی اس کا گناہ معاف ہوجاتا ہے، حتیٰ کہ بخار کی تکلیف سے بھی گناہ معاف ہوجاتا ہے۔

صغیرہ گناہ مصائب سے بھی معاف ہو جاتے ہیں

آپ ؐ کا ارشاد ہے :

عن ابی هريرة رضی الله عنه وعن ابی سعيد رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم قال مايصيب المسلم من اصب ولا وصب ولاهم ولا حزن ولا اذی ولا غم حتیٰ الشوكة يشاكها الا كفر الله بها خطاياه (رواه البخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ نبی کریم ؐ سے روایت کرتے ہیں کہ مسلمان کو جو کوئی رنج و تکلیف ،غم ،فکر پہنچتی ہے یہاں تک کہ اگر کانٹا بھی چبھتا ہے تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو جھاڑ (مٹا دیتا) ہے۔

وعن جابر رضی الله عنه قال دخل رسول الله ﷺ علی ام السائب فقال مالكِ تذفزفين :قالت الحمیٰ لابارك الله فيها فقال عليه السلام لاتسبی الحمیٰ ، فانها تذهب خطايا

بنی آدم کمایذھب الکیر خبث الحدید (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ اُم السائب کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تو کیوں کانپ رہی ہیں اس نے کہا تپ یعنی بخار ہے، اسمیں اللہ برکت نہ دیں آپؐ نے ارشاد فرمایا، بخار کو برامت کہو اس لئے کہ بخار بنی آدم (انسانوں) سے گناہوں کو ایسے دور کرتا ہے۔ جیسے بھٹی لوہے سے میل کچیل دور کرتی ہے۔

بہر حال میرا مطلب یہ ہے کہ بندہ مومن کے چھوٹے گناہ مصائب سے بھی معاف ہوجاتے ہیں اعمال صالحہ کرنے سے بھی معاف ہوسکتے ہیں۔ مگر کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوسکتے۔

تراویح کی اہمیت وفضیلت

حدیث شریف میں یہ بھی وارد ہے کہ ومن قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ماتقدم من ذنبه یعنی جو مسلمان بندہ ایام رمضان عبادت کے واسطے کھڑا رہا اسکے بھی پچھلے تمام گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔ قیام رمضان سے مراد تراویح ہی ہیں۔

آج کل بعض علاقوں میں ۲۰ رکعت کی بجائے آٹھ رکعت تراویح پڑھنے پر اکتفاء کرتے ہیں جس کا مذھب حنفی سے کوئی تعلق نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دور خلافت میں آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو بیس رکعت پڑھنے پر جمع کیا۔ گویا تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا بیس ہی رکعت پر اجماع ثابت ہوا ہے جس کا مخالفت کسی بھی صورت میں جائز نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین : میرے چلے جانے کے بعد تم میرے سنتوں اور خلفاء کرام جو خود ہدایت یافتہ ہیں کی اتباع ضروری ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی منقول ہیں کہ آپ رمضان کی پہلی رات سے تراویح میں قرآن کریم سنتے سنتے ستائسویں رمضان کو ختم قرآن فرماتے اس گمان پر کہ شائد یہ لیلۃ القدر ۲۷ویں رمضان ہی ہے۔ جس کا حدیثوں میں تاکید سے ذکر آچکا ہے تو یہ بھی ایک مستحب عمل ٹھہرا۔ کہ ستائیسواں کو قرآن کریم کی ختم کی جائے تاکہ ختم قرآن پاک کا ثواب بھی ملے اور لیلۃ القدر کی رات کا اجر بھی پالے۔

شب قدر کی اہمیت

آخری جملہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ یہ کہ ومن قام رمضان ایمانا واحتسابا

غفر له ماتقدم من ذنبه: جوبھی مسلمان بندہ شب قدر میں عبادت کے واسطے کھڑا رہا۔ اسکے تمام پچھلے گناہ معاف ہوگئے ۔شب قدر خداوند قدوس کی طرف سے امت محمد یہ علی صاحبھا الف الف سلام پر بہت بڑا احسان اور انعام ہے ۔ سابقہ امتوں کے لوگوں کی عمریں زیادہ طویل ہوتی تھی حتیٰ کہ آٹھ سو سال ایک ہزار تک عمر کو پہنچتے تھے ۔اس لئے ان لوگوں کے ثواب اور اعمال صالحہ کے اجر کو کون کیسے پہنچ سکتے تھے؟ اللہ تعالیٰ نے خصوصی رحمت فرمایا کہ صرف ایک رات کی عبادت کو ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل گردانا۔ لیلة القدر خیر من الف شھر : شب قدر ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے اور بہتری بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے ۔اس بہتری اور افضلیت کو بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی اور نہیں جانتا۔ اگر کوئی مسلمان بندہ صرف عشاء اور صبح کی نماز باجماعت پڑھے تو وہ بھی اس اجر وثواب کا مستحق ٹھہراتا ہے کیونکہ حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ جس نے نماز عشاء باجماعت پڑھی کانما صلی اللیل نصفہ گویا اس نے آدھی رات عبادت کی اور جس نے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی فکانما صلی اللیل کلہ گویا کہ اس بندے نے پوری رات نماز پڑھی اور خدا کی عبادت کی ۔

اللہ تعالیٰ نے اتنی آسانی فرمائی اور پھر اس رات کو شام غروب آفتاب سے لے کر صبح صادق تک بتایا۔ ھی حتی مطلع الفجر یہ رات صبح صادق تک ہی ہے ۔کسی ایک جز کے ساتھ تخصیص نہیں فرمائی۔ تاکہ کوئی بھی مسلمان مرد وعوت اس کے اجر وثواب سے محروم نہ رہے۔

رمضان کی آمد اور اس کے لئے تیاری

اب ہمیں رمضان آنے سے پہلے تیار رہنا چاہئے کہ ہم اپنا قیمتی وقت فضولیات میں ضائع نہ کریں ٹی وی، انٹرنیٹ، فیس بک، وغیرہ کی استعمال سے حد درجہ پرہیز کریں کوئی بھی لحہ ضائع نہ ہونے دیں۔ زیادہ سے زیادہ نیکی کمانے کی کوشش کریں ۔ ہر چیز کی سیزن کا ایک وقت ہوتا ہے رمضان شریف بھی نیکیوں کا سیزن ہے کثرت سے ذکر اللہ، تلاوت قرآن کریم، وظائف واوراد کریں کسی مسلمان کے ساتھ نیکی کریں، غریب اور مسکین کا بوجھ اٹھائیں ان کی مالی مدد کریں۔ کیونکہ اس مبارک مہینے میں ایک نیکی کا ثواب ستر گنا غیر رمضان سے زیادہ ہے ۔ایک نفل کا ثواب فرض کی برابر اور ایک فرض کا ثواب ستر فرضوں کی برابر ہے ۔اس طرح ہم اس مبارک مہینے میں گناہوں سے بچے کیونکہ ایک گناہ کا وزر اور سزا بھی بڑھ جاتی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو گناہوں سے بچائیں اور زیادہ سے زیادہ نیکیوں کے توفیق دیں آمین ۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ

مدارس عربیہ کے جدید فضلاء کی خدمت میں وقت کا ایک بڑا جہاد

۸ ستمبر ۱۹۹۶ء کے الوداعی جلسہ میں فضلاء کرام ندوۃ العلماء کو نصیحت ووصیت

ایک وصیت:

فرزندان عزیز: میں اس مجلس کے لئے اور یہاں سے فارغ ہوکر جانے والوں کے لئے اس سے بہتر پیغام اور اپنے مطالعہ ومعلومات اور اپنے علمی ذوق وجستجو میں اس سے بڑھ کر کوئی وصیت نہیں پاتا جس میں حضورؐ نے سفر پر جانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تھا: استودع الله دينك وامانتك وخواتيم عملك: (میں اللہ کے حوالے کرتا ہوں تمہارا دین، اور تمہاری امانت اور تمہارے خواتیم اعمال)

ان الفاظ میں امانت کا لفظ ایسا ہے کہ جس کے مفہوم کو ایک مفرد لفظ سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا، ضمیر کی بیداری، احساس فرائض کی ادائیگی، اللہ تعالی کا خوف، انسانوں سے محبت، احکام الٰہی کا احترام اور ان پر عمل، یہ سب مفاہیم اسی ایک لفظ میں شامل ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ أَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا (الاحزاب:۷۲-۷۳)

ہم نے (بار) امانت آسمانوں اور زمین پر پیش کیا تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا، اور اس سے ڈر گئے، اور انسان نے اس کو اٹھالیا بے شک وہ ظالم اور جاہل تھا۔

دین امانت اور حسن خاتمہ

عزیزو! میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ ان تینوں چیزوں کو گرہ میں باندھ لیجئے، بلکہ لوح دل پر لکھ لیجئے: دین، امانت اور حسن خاتمہ، ان میں خواتیم اعمال کی ذمہ داری آپ پر اس طرح کی نہیں ہے جس طرح کی دین وامانت کی ذمہ داری آپ پر ہے، یہ اللہ تعالی کے کرنے کی چیز ہے، لیکن اس کے لئے بھی کچھ اسباب ہیں کچھ صفات وخصوصیات ہیں جن کا آپ کے اندر ہونا ضروری ہے، وہ ہے آپ کا طرز عمل، آپ کا عقیدہ

اورآپ کا عمل ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حسن خاتمہ کا فیصلہ ہوگا وہی حسن خاتمہ نصیب کرے گا۔شرط یہ ہے کہ ان بنیادی صفات سے آپ متصف ہوں جن پر ہر مومن کے حسن خاتمہ کا انحصار ہے۔

عزیزو! میں صاف صاف کہتا ہوں، اوراس میں کسی اشارے کنایے سے کام نہیں لیتا، کہ آپ نماز پنجگانہ کی پابندی کریں،نوافل وتسبیحات کوبھی ترک نہ کریں۔تا کہ معلوم ہو کہ آپ کسی دینی درسگاہ سے پڑھ کرآئے ہیں، مسجد کی طرف جانے میں، بلکہ تمام کاموں میں ثواب کی نیت کریں۔ میں یہ اس لئے کہہ رہاہوں کہ جومنزلیں اور جوامتحانات اورآزمائشیں آپ کوپیش آنے والی ہیں،اور یہ ملک بلکہ ملت اسلامیہ جس راستہ سے گزررہی ہے، پھر معاشی ذمہ داریاں، خاندان کی پرورش کا مسئلہ ہے، پھر جواخلاقی بیماریاں اورامراض ہیں،وہ سب نماز کی ادائیگی میں فرق پیدا کرسکتے ہیں،اوراس کی طرف سے توجہ ہٹاسکتے ہیں۔

مسلک ولی اللٰہی کواپنا دستورالعمل بنائیں

مگراس نماز سے بھی پہلے بنیادی اہمیت عقیدہ توحید کی ہے کہ آپ کا عقیدہ خالص اور بے آمیز توحید کا عقیدہ ہو،اس سلسلہ میں مسلک ولی اللٰہی آپ کا معیاراور شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی کتاب تقویۃ الایمان آپ کادستورالعمل ہو، اسی عقیدہ پر ہماری جماعت کی بنیاد پڑی ہے،اس دور میں کم سے کم ہندوستان بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ایشیا اور پورے مشرق میں جوفکرسب سے زیادہ عمیق، اورعلمی بنیادوں پر استوار اوراسلام کی کلی تعبیر اورصحیح تعبیر کے لحاظ سے، نیز سب سے زیادہ مفید، قابل عمل اوروقت کے اعتبار سے زندہ اورطاقتور بھی ہے،وہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی فکر اوران کا مسلک ہے،شاہ ولی اللہ کے مسلک سے بہتر کوئی مسلک نہیں۔

آپ حجۃ اللہ البالغہ کا مطالعہ بھی کریں جس میں نظام عبادات کی مربوط تشریح کی گئی ہے، ہماری کتاب"تاریخ دعوت وعزیمت کاوہ حصہ خاص طور پر پڑھیں جوشاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ سے متعلق ہے۔ اس سے آپ کومعلوم ہوگا کہ فکرولی اللٰہی سے بڑھ کرترقی یافتہ، عالمانہ،محققانہ،حقیقت پسندانہ کوئی اور مکتب تجدید واصلاح اورمکتب دعوت نہ صرف ہندوستان میں بلکہ پورے عالم اسلام میں نہیں، پورے عالم اسلام میں اس کی نظیر نہیں،آپ اس مسلک کواپنالیں اوراس کودستورالعمل بنائیں۔

زہدواستغناء

تیسری بات یہ ہے کہ آپ زہد واستغناء کی ایسی مثال قائم کریں کہ بڑی سے بڑی حکومت وسلطنت آپ کو نہ خرید سکے۔اس دین کے اب تک باقی رہنے کا ایک رازیہ بھی ہے کہ ربانی وحقانی علماء کوآج تک کوئی خرید نہیں سکا، شیخ سعید حلبی کا مشہور واقعہ ہے کہ وہ جامع اموی میں بیٹھے درس دے رہے

تھے ان کے پاؤں میں تکلیف تھی جس کی بناء پر پاؤں پھیلائے تھے کہ اتنے میں شام کا گورنر آیا جو بڑا سفاک اور جبار قسم کا حکمران تھا اور معمولی بات پر گردن اڑادیا کرتا تھا، شیخ اسی حالت میں درس دے رہے تھے کہ گورنر اپنے لاؤلشکر کے ساتھ آیا، وہ کچھ دیر تک حلقۂ درس کے پاس کھڑا دیکھتا رہا، شیخ بے نیازی سے اپنے کام میں تھے یہ صورت حال دیکھ کر طلبہ نے اپنے کپڑے سمیٹ لئے کہ کہیں اس مجلس میں ہمارے شیخ کی گردن نہ اڑادی جائے جس کے خون کے چھینٹے ہمارے کپڑوں پر پڑجائے، گورنر تھوڑی دیر کھڑا رہ کر واپس چلا گیا۔ اس نے وہاں سے اشرفیوں کا توڑا شیخ کو بھیجا کہ یہ قبول کرلیں، شیخ نے یہ توڑا یہ کہتے ہوئے واپس کردیا کہ اپنے آقا سے سلام کہنا اور یہ کہنا کہ ''جو پاؤں پھیلاتا ہے وہ ہاتھ نہیں پھیلاتا'' سلم علی مولاك وقل له :من يمد رجله لايمد يده

حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کا واقعہ

اسی طرح کا ایک قصہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کا ہے کہ ان کو سردیوں میں دھوپ لینے کی ضرورت تھی، سڑک کے کنارے کی طرف پاوں پھیلائے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے۔ معلوم ہوا کہ بادشاہ کی سواری گزرنے والی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت! ابھی بادشاہ کی سواری گزرنے والی ہے، آپ پاؤں سمیٹ لیتے تو اچھا تھا۔ آپ نے یہ سن کر بڑا بلیغ جملہ کہا: ''جو ہاتھ سمیٹ لیتا ہے، اس کو پاؤں سمیٹنے کی ضرورت نہیں'' یعنی بادشاہ کی مدد سے جو ہاتھ سمیٹ لے، اس کی کوئی مدد قبول نہ کرے تو پھر اس کو پاوں سمیٹنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

اپنے ضمیر کو آزاد رکھیں

آپ اپنے کو پوری طرح آزاد رکھئے، کسی حکومت کی سرپرستی اور کسی مالی سرچشمہ اور سرپرستی سے آزاد رہیے، اس وقت یہ عام ہوا چلی ہوئی ہے۔ عربی پڑھنے والے خلیجی ملکوں میں اور خاص طور پر سعودی عرب جاتے ہیں تاکہ بڑی نوکری تلاش کریں، میں بڑی صفائی سے کہتا ہوں کہ اس ملت کا سب سے بڑا فریضہ اور وقت کا جہاد یہ ہے۔ جس کی اللہ کی یہاں بڑی قدر و قیمت ہوگی۔ کہ آپ بلاد عربیہ دعوت دینے کیلئے جائیں، جہاں سے ہمیں ایمان کی دولت ملی، ان عربوں کو ان کا فریضہ یاد دلانے کیلئے جائیں، آپ کے عربی پڑھنے کی یاددلانے کیلئے جائیں، آپ کے عربی پڑھنے کی یہی قیمت ہے۔ الحمد للہ یہاں ایسا لٹریچر تیار ہوگیا ہے جس نے وہاں تک ہماری آواز پہنچائی، عرب قوم پرستی کے خلاف سب سے زیادہ مؤثر اور طاقتور آواز ندوۃ العلماء سے بلند ہوئی۔

عزیزو! آپ اپنے ضمیر کو آزاد رکھیں، اور اپنے جسم کو بھی آزاد رکھیں، اس وقت بہت بڑا خطرہ پیدا ہوگیا ہے، وہ خطرہ یہ ہے کہ اماموں اور مؤذنوں کی تنخواہوں کیلئے باقاعدہ تحریک چلائی جارہی ہے کہ

انہیں حکومت کے خزانے سے تنخواہیں اور تمام سہولتیں دی جائیں ، اس کا مطلب یہی ہوگا کہ اماموں سے الیکشن کے موقع پر کام لیا جائے گا، مسلم پرسنل لابورڈ کے خلاف کام لیا جائے گا۔ اس لئے کہ جب مساجد محکمۂ اوقاف کے ماتحت ہوں گی، اور وہ سرکاری ملازم قرار پائیں گے، تو ایسے ائمہ مساجد کے ممبروں سے آزادی کیساتھ دین کی بات نہیں کہہ سکیں گے، اسلئے آپ اپنے دین کی حفاظت کیجئے، عقائد کے لحاظ سے بھی اور فرائض کے اعتبار سے بھی۔

اصلاح معاشرہ اور آپ کی خصوصی ذمہ داریاں

امانتک کا مطلب یہ ہے کہ ملت کی طرف سے اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے آپ پر کیا ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں، ملت کن خطرات سے گزر رہی ہے، کس وادی پر خار سے وہ گزر رہی ہے، آج مسلم پرسنل لابورڈ کو مٹانے کی کیسی کیسی کوششیں کی جارہی ہیں، مشرکانہ تعلیم کے ذریعہ جبری طور پر نئی نسل کو کس طرح نئے سانچے میں ڈھالنے کی سرتوڑ کوشش ہورہی ہے اور یہ منصوبہ ہر جگہ تیار ہے کہ مسلمان صرف نام کے باقی رہیں باقی ان تمام خصوصیتیں ختم ہوجائیں، اس ملک کو اسپین بنانے کی زبردست سازش کی جارہی ہے۔

آپ کو اصلاح معاشرہ کا کام بھی کرنا ہے کہ یہ بھی (دینکم) میں شامل ہے، اس وقت جاہلی رسوم و رواج وبا کی طرح پھیلی ہوئی ہیں۔ دولت پرستی اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ معمولی چیز کی خاطر جانیں لی جارہی ہے، آپ کو اس کے خلاف بھی مہم چلانی ہے، بلکہ اس مہم کی پوری ذمہ داری آپ کو قبول کرنی ہے پھر ثقافتی اور فکری لحاظ سے ہندوستان میں ملت اسلامیہ کی آپ کو حفاظت کرنی ہے، رسم الخط اور کلچر کے لحاظ سے بھی اور زبان کے اعتبار سے بھی، اگر آپ قربانیاں دیں گے، زہد و استغناء سے کام لیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے گا، یہ ملت اپنے تشخصات کے ساتھ باقی رہے گی۔

حفاظت دین کا وعدہ

اور یہ دین باقی رہنے ہی کے لئے آیا ہے، اس وقت یہودیت، عیسائیت، ہندوازم، بودھ ازم، تمام ادیان و مذاہب نہ صرف بدل گئے، بلکہ ان کی اصل شکل ایسی بگڑ گئی کہ ان کو پہچاننا ناممکن ہوگیا ہے، پھر ان مذاہب و ادیان میں طویل عرصہ سے اصلاح و تجدید کی کوئی تحریک نہیں اٹھی، اسی وجہ سے یہ سب مٹ گئے، صرف اسلام اپنی اصل شکل میں روح کے ساتھ باقی ہے، عقائد سے لے کر فرائض تک، سنن سے لے کر مستحبات تک، اخلاق سے لیکر معاملات اور تہذیب تک سب باقی ہے۔ قرآن باقی ہے اور اس کی زبان باقی ہے اس کا ایک ایک حرف بلکہ حرکات و سکنات تک باقی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بقاء کی ذمہ داری لی ہے اور فرمایا کہ اسلام ایک مکمل اور پسندیدہ دین ہے: "ان الدین عنداللہ الاسلام" (آل عمران ۱۹) (دین تو خدا کے نزدیک اسلام ہے) اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ

اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (المائدۃ:3) آج ہم نے تمہارے دین کامل کردیا، اوراپنی نعمتیں تم پر پوری کردیں۔)

دوسری وجہ یہ ہے کہ مجددین اور مصلحین کا تسلسل ہے جواس امت کی تاریخ میں کبھی ٹوٹنے نہیں پایا، یہ واحد دین ہے جس میں کوئی صدی اور کوئی ملک خالی نہیں رہا۔ اگر چہ اس کا پورا استیعاب سے کام لیا گیا ہے، ہماری کتاب ''تاریخ دعوت وعزیمت'' میں دوسرے ملکوں کے مجددین کا بھی ذکر ہے۔

علمی سفر کبھی ختم نہیں ہوتا

آخر میں آپ سے کہوں گا کہ اپنے ادارے سے تعلق رکھیے، بہت سے لوگ ہیں جو فارغ ہونے کے بعد یہاں آئے بھی نہیں، اس کا منہ نہیں دیکھا، اور نہ معلوم کیا کہ اس پر کیا گزری اور گزر رہی ہے۔

اسی کے ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ اپنا مطالعہ جاری رکھئے کہ علمی سفر کبھی ختم نہیں ہوتا، علم برابر تازہ ہوتا رہتا ہے، اس میں ترقی بھی ہے، تغیر بھی ہے، پھیلاؤ بھی ہے، یہاں کے ترجمان ''البعث الاسلامی ''الرائد'' اور تعمیر حیات کا مطالعہ کیجئے۔ دارالمصنفین اور مجلس تحقیقات اورنشریات اسلام نے ماشاء اللہ اچھا خاصا لٹریچر تیار کردیا ہے، آپ ان کو پڑھیں اور فائدہ اٹھائیں۔

ندوۃ العلماء کے قیام میں وقت اور نبض شناسی اور ملت کی حاجت جیسے محرکات شامل ہیں، یہی محرکات تھے جنہوں نے عالم ربانی مولانا محمد علی مونگیری رحمہ اللہ کے دل میں تحریک پیدا کی، چونکہ وہ عیسائیت کے رد میں مناظرے بھی کرتے تھے، اس سے ان کو اندازہ ہوا کہ انگریزی زبان سے اور انگریزی مصنفین کے اسالیب سے واقفیت ضروری ہے، چونکہ مستشرقین ایک خاص مقصد کیلئے کام کررہے تھے، اور بڑی ذہانت اور ہوشیاری سے مسلمانوں کے تعلیم یافتہ طبقہ کو متاثر کررہے تھے۔ اس لئے کہ وہی طبقہ اقتدار میں آتا ہے، بلاد عربیہ میں اس وقت وہی طبقہ برسر اقتدار ہے، جو یورپ وامریکہ کا تعلیم یافتہ ہے، اس لئے ایسی صورت میں ہمیں اس کی خاص طور سے تیاری کرنی ہوگی کہ ایسا لٹریچر تیار کریں جو تعلیم یافتہ ذہنوں کو متاثر کرے، اور اسلام کی ہر دور میں انسانی قیادت کی صلاحیت پر ایمان ان کے ودماغ میں راسخ کرے، اس طبقہ کو مطمئن کرنے کی تیاری بھی آپ کے ذمہ ہے، حالات اور رجحانات کا برابر محاسبہ کرتے رہنا بھی ندوی فضلاء کی ذمہ داری ہے، آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ طبقہ کون سی زبان سمجھتا ہے، کون سے دلائل اس کے سامنے پیش کرنے چاہئیں، کس اسلوب میں اس سے گفتگو کرنی چاہئے۔

اس مجلس میں جن عزیزوں نے اپنے تأثراتی مقالے عربی اور اردو میں پیش کیے اور تقریریں کی گئیں، وہ ہمارے توقع سے بڑھ کر تھیں، اللہ تعالی سے امید ہے کہ استعداد نہ صرف قائم رہے گی، بلکہ مزید ترقی کرے گی اور ثمر آور ہوگی۔ (بشکریہ تعمیر حیات لکھنؤ)

گزشتہ سے پیوستہ (۱۳) حضرت مولانا نور محمد ثاقب حقانی٭
(برائے ربط: ج ۵۰، ش ۲)

اُصولِ حدیث

(علمِ اُصولِ حدیث میں علماء احناف کی تالیفات وتصنیفات)

اَلْحَمدُ لِلّٰه الّذی لیس کمثلهٖ شیءٌ وّ هو السّمیع البصیر ، و لا یغلبه حیٌّ و هو العلیم القدیر، والصّلٰوة والسّلام علٰی سیّدنا محمّد ن البشیر النّذیر ، المُخبِر المحدِّث عن ربّه الحکیم الخبیر، وعلٰی آلهٖ و أصحابهِ الهُداة الی الصّراط المنیر ، و علٰی من تَبِعَهم بِإحسان الی یوم المصیر

امّا بعد ! پچھلی قسطوں میں علم اُصولِ حدیث ،علوم الحدیث ،علم مصطلح الحدیث اورعلم درایۃ الحدیث میں ہمارے علماء احناف کی چھ سو (۲۰۰) کتابوں کا تذکرہ کیا جا چکا تھا۔اَب اِس علم میں اُن کی دیگر کتابیں (مصنفین کی تواریخ وفات کی ترتیب پر)ذکر کی جاتی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۲۰۱ . " التّاریخ والعِلَل " (فی الرّجال) تالیف امام الجرح و التّعدیل الحافظ الکبیر أبی زکریا یحیی بن مَعین بن عون بن زیاد بن بسطام بن عبدالرّحمٰن الغَطفانی ، المری ، البغدادی، الحنفی ، أصلهٗ من سَرَخْس، المولود بِقریة نقیا قرب الأنبار فی آخر سنة ۱۵۸ھ ، المتوفّٰی حاجًّا بِالمدینة المنوّرة فی الثّانی و العشرین من ذی الحجّة و قیل قبل أن یحجّ و هو یرید مکّة فی ذی القعدة سنة ۲۳۲ھ

(امام یحیی بن معین کی حنفیت پر تصریح ، بلکہ یہ کہ " کان حنفیًّا جلدًا غالیًا " دیگر کتابوں کے علاوہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ کی دو کتابوں "سیر اعلام النبلاء" ج ۱۱ص ۸۸رقم ۱۲۸،اور معرفة الرواة المتکلم فیهم بما لا یوجب الردّ ص ۳۹ میں بھی موجود ہے۔

۲۰۲ . " الوحدانیات فی أسانید الامام الأعظم أبی حنیفة " تالیف الامام المحدّث الثّقة المعمر أبی حامد محمّد بن هارون بن عبداللّٰه بن حمید بن سلیمان بن میاح الحضرمی

٭ سابق قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) سپریم کورٹ آف افغانستان وسابق رئیس دارالافتاء المرکزیہ افغانستان

المعروف بِالبَغرانی ، المولود سنة ۲۲۵ھ ، المتوفّٰی فی أوّل المحرّم سنة ۳۲۱ ھ، روٰی عنه الدّارقطنی و وثّقه و ذکره یوسف بن عمر القواس فی شیوخه الثّقات۔

(آئمہ اربعہ میں چونکہ تابعی ہونے کا فخر امام اعظمؒ کو حاصل ہے اور یہ وہ فخر ہے کہ بقولِ حافظ ابن حجر عسقلانی امام صاحب کے معاصرین میں سے کسی کو نصیب نہیں ہے، نہ امام اوزاعی کو شام میں، نہ حماد بن زید اور حماد بن سلمہ کو بصرہ میں، نہ سفیان ثوری کو کوفہ میں، نہ امام مالک کو مدینہ میں، نہ امام مسلم بن خالد کو مکہ میں، اور نہ امام لیث بن سعد کو مصر میں۔ اور اس کے نتیجے میں امام اعظم ابوحنیفہؒ آئمہ اربعہ میں اِس شرفِ خاص میں ہی امتیازی مقام رکھتے ہیں کہ اُن کو بارگاہِ رسالتؐ سے براہِ راست صرف بیک واسطہ تلمذ حاصل ہے۔ امام صاحب کی اُن روایات کو، جو آپ نے صحابہؓ سے سنی ہیں، احادیات یا وحدان کہتے ہیں یعنی وہ روایات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیک واسطہ منقول ہوں۔ چنانچہ علامہ سخاویؒ فتح المغیث میں فرماتے ہیں: و الثّنائیات فی الموطّأ لِلامام مالك و الوحدا ن فی حدیث الامام أبی حنیفة (فتح المغیث شرح ألفیّة الحدیث (۳: ۱٤)

آئمہ اربعہ میں سے امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ) اور امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) کی احادیث میں سب سے عالی روایات ثلاثیات ہیں۔ امام مالکؒ (م ۱۷۹ھ) چونکہ تبع تابعین میں سے ہیں اس لئے اُن کی احادیث میں سب سے عالی ثنائی روایات ہیں اور امام اعظم ابوحنیفہؒ کا یہ اعزاز ہے کہ آپ کی سند اِن سب سے عالی ہے اور آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیک واسطہ تلمذ رکھنے کا شرف حاصل ہے یعنی آپ کی سب سے عالی روایات وحدانیات ہیں۔

اربابِ صحاحِ ستہ میں سے چار آئمہ امام بخاریؒ (م ۲۵۶ھ)، امام ابوداؤدؒ (م ۲۷۵ھ)، امام ترمذیؒ (م ۲۷۹ھ) اور امام ابن ماجہؒ (م ۲۷۳ھ) کی احادیث میں بھی سب سے عالی روایات ثلاثیات ہیں، جبکہ امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ) اور امام نسائیؒ (م ۳۰۳ھ) کی احادیث میں کوئی ثلاثی روایات نہیں ہیں، کیونکہ اُن کی اَتباعِ تابعین میں سے کسی شخص سے ملاقات نہ ہو سکی، اسلئے اُن کی سب سے عالی روایات رباعیات ہیں۔ صحابۂ کرامؓ سے امام ابوحنیفہؒ کی روایت پر مشتمل یہ جزء حافظ ابن حجر عسقلانی کی "المعجم المفهرس "اور حافظ ابن طولون دمشقی کی الفهرست الأوسط کی مرویات میں داخل ہے۔)

۲۰۳ ۔ "الوحدانیات فی أسانید الامام الأعظم أبی حنیفة " تالیف الشّیخ المحدّث البارع أبی الحسین علیّ بن أحمد بن عیسی النّهفقی ، المتوفّٰی فی أخیر القرن الرّابع ، و جزء ه فی أحادیث الامام أبی حنیفة عن الصّحابة کان متداولًا بین المحدّثین۔

(یہ جزء حافظ ابن حجر عسقلانی کی المعجم المفهرس اور حافظ ابن طولون دمشقی کی الفهرست الاوسط کی مرویات میں داخل ہے اور محدّث خوارزمیؒ نے اپنی کتاب "جامع المسانید" میں اِس جزء سے کئی روایات نقل کی ہیں اور اسی طرح ابن خسرو البلخیؒ نے "مسند امام اعظم" میں بھی اِس جزء کو نقل کیا ہے۔)

۲۰۴. "الوحدانيات في أسانيد الامام الأعظم أبي حنيفة" تاليف الامام الحافظ العلّامة المتقن أبي سعد اسماعيل بن عليّ بن الحسين بن محمّد بن زنجويه الرّازي السّمان، الحنفي، المائل في العقائد الى الاعتزال، المولود سنة نيف و سبعين و ثلاثمائة، المتوفّى سنة ٤٤٣ھ و قيل سنة ٤٤٥ ھ، كان تاريخ الزّمان و شيخ الاسلام و كان امامًا بلا مدافعة في القراء ات و الحديث و معرفة الرّجال و الفرائض و الشّروط و عالمًا بفقه أبي حنيفة، و قال ابن بابويه: ثقة و أيّ ثقة، حافظ، مفسّر...، روى عنه أبوبكر الخطيب البغدادي و أبوعليّ الحدّاد و جماعة من أهل ري، و كان زاهدًا ورعًا قوامًا مجتهدًا صوامًا قانعًا راضيًا، صنّف كتبًا كثيرةً و لهٗ تفسير في عشر مجلّدات يُسمّى "البستان في تفسير القرآن"

(امام اعظمؒ کی صحابہؓ سے مرویات پر اُنہوں نے جو جزء تالیف کیا ہے اُس جزء کی بعض روایتیں حافظ ابن خسرو البلخیؒ نے اپنی روایت کردہ مسند امام ابی حنیفہ میں لائے ہیں، اور شیخ ابومعشر عبدالکریم بن عبدالصمد الطبری المقری الشافعی نے امام ابوحنیفہؒ کی احادیث میں اپنی جزء کو، جو کہ اُصولِ حدیث کے اِس سلسلۂ تالیفات میں شمارہ نمبر۳۵۲ میں ضمناً گزر چکا ہے، اِس ابوسعد سمان ہی کی سند سے نقل کی ہے۔)

۲۰۵. "مَشْيَخَةُ أبي سعد السّمان" تاليف الامام الحافظ العلّامة المتقن أبي سعد اسماعيل بن عليّ بن الحسين بن محمّد بن زنجويه الرّازي السّمان، الحنفي، المولود سنة نيف و سبعين و ثلاثمائة، المتوفّى سنة ٤٤٣ھ و قيل سنة ٤٤٥ ھ

(یہ کتاب ابن سمانؒ کے اُن شیوخ کے احوال پر مشتمل ہے جن سے اُنہوں نے ملاقات کی ہے اور اُن کی تعداد ۳۶۰۰ ہے۔)

و الفرق بين "المَشْيَخَة" و "المُعْجَم" أنّ المشيخة هي الّتي تشتمل على ذكر الشّيوخ الّذين لقيهم المؤلّف و أَخَذَ عنهم، أو أجازوه و ان لّم يلقهم دون ترتيبٍ لِلأسماء فيها، و المعجم هو في معنى المشيخة الّا أنّ الأسماء تُذكر فيه مرتّبةً على حروف المعجم۔ كما في "الإعلام بالتّوبيخ" ص ١١٨، و في "الرّسالة المستطرفة" ص ١٤٠، و "فهرس الفهارس و الأثبات" ٢: ٤١

۲۰۶. "المُسَلْسَلات" (الأحاديث المسلسلة) تاليف الامام الحافظ العلّامة المتقن أبي

سعد اسماعيل بن عليّ بن الحسين بن محمّد بن زنجويه الرّازى السّمان ، الحنفى ، المولود سنة نيف و سبعين و ثلاثمائة ، المتوفّى سنة ٤٤٣ھ و قيل سنة ٤٤٥ھ

٢٠٧. " المُسَلْسَلات " (الأحاديث المسلسلة) تاليف الشّيخ الفاضل المُكثر من الحديث أبى بكر و أبى الفضل محمّد بن عمر بن عثمان بن عبدالعزيز بن طاهر البخارى الحنفى امام الحنفيّة بالحرم ، المولود سنة ٤٥١ھ ، المتوفّى يوم الأحد ، الرّابع و العشرين من المحرّم سنة ٥٢٥ھ

٢٠٨. " مَشْيَخَة الكِنْدِى " (كتاب كبير) لِلامام العلّامة المعمر المحدّث المفتى شيخ الحنفيّة ، و شيخ العربيّة ، و شيخ القراءات ، و مسند الشّام تاج الدّين أبى اليُمْن زيد بن الحسن بن سعيد الحميرى الكِنْدِى البغدادى الحنبلىّ ثمّ الحنفى ، المولود بِبغداد فى العشرين من شعبان سنة ٥٢٠ھ ، المتوفّى بِدمشق فى السّادس من شوّال سنة ٦١٣ھ

٢٠٩. " الحاشية على أُسْد الغابة فى معرفة الصّحابة " تاليف الامام العلّامة الحافظ علاء الدّين أبى عبد اللّٰه مُغْلَطاى بن قِلِيج بن عبد اللّٰه البَكْجَرِى المصرىّ الحنفى ، المولود سنة ٦٨٩ھ ، المتوفّى فى شعبان سنة ٧٦٢ھ

٢١٠. " الوحدانيات فى أسانيد الامام الأعظم أبى حنيفة " تاليف الشّيخ الحافظ المحدّث الفقيه أبى محمّد محىّ الدّين عبد القادر بن محمّد بن محمّد بن نصر اللّٰه بن سالم بن أبى الوفاء القرشىّ المصرىّ الحنفى ، المولود بِالقاهرة فى شعبان سنة ٦٩٦ھ ، المتوفّى بِها فى السّابع من ربيع الأوّل سنة ٧٧٥ھ ، عدّه الحافظ بن فهد فى " لحظ الألحاظ " فى زمرة الحفّاظ ، و ممّن أَخَذَ عنه الشّيخُ الحافظ أبو الفضل زين الدّين العراقى شيخ الحافظ ابن حجر۔

(صحابۂ کرامؓ سے امام ابوحنیفہؒ کی مرویات کے سلسلہ میں اُنہوں نے جو کتاب اور مستقل " جزء " تالیف کی ہے اُس کے متعلق اپنی کتاب " الجواھر المضیۃ " کے مقدمہ میں امام اعظمؒ کے تذکرہ میں فرماتے ہیں:

و ذكرتُ فى هذا الجزء مَن سَمِعَه مِن الصّحابة و مَن رَآه)

٢١١. " مختصر وفيات الأعيان لِابن خلكان " تاليف الشّيخ العلّامة بدر الدّين محمود بن أحمد العينى ثمّ المصرى ، الحنفى ، المولود سنة ٧٦٢ھ ، المتوفّى سنة ٨٥٥ھ

٢١٢. " الشّقائق النّعمانيّة فى علماء الدّولة العثمانيّة " تاليف الشّيخ العلّامة أبى الخير عصام الدّين أحمد بن مصطفى بن الخليل الرّومىّ الحنفى ، المعروف بِطاش كبرى زاده ، المولود فى الرّابع عشر من ربيع الأوّل سنة ٩٠١ھ ، المتوفّى فى سلخ رجب سنة ٩٦٨ھ

(یہ بڑی نفیس کتاب ہے، مولفؒ نے اِس میں علماء و مشائخ روم کی ایک جماعت کے احوال ذکر کئے ہیں، یہ کتاب سلاطین عثمانیہ کی حکومتوں کے طبقات کے مطابق علماء کے طبقات پر مرتب کی گئی ہے۔ یہ حکومتیں عثمان غازیؒ (جس کی بیعت ۶۹۹ھ میں ہوئی جو کہ سلاطین عثمانیہ میں سے پہلے بادشاہ ہیں) کے زمانہ سے لے کر سلیمان خان بن سلیم خانؒ (جس کی بیعت ۹۲۶ھ میں ہوئی) کے زمانہ تک قائم تھیں۔)

۲۱۳۔ " ذکر اجازة الحديث ، فی القديم و الحديث " تاليف الشّيخ عبد الحق بن سيف الدّين بن سعد اللّٰه المحدّث الدّهلویّ الحنفی ، المتخلّص بِحقی ، المولود فی المحرّم سنة ۹۵۸ھ ، المتوفّٰی فی الثّالث و العشرين من ربيع الأوّل ۱۰۵۲ھ

۲۱۴۔ "اِتّحافُ الأكابر بِمَرْوِيّات الشّيخ عبد القادر " لِلشّيخ العلّامة أبی الفرج محيّ الدّين عبد القادر بن أبی بكر الصّديقیّ المكّیّ الحنفی ، شيخ الاسلام بِمكّة و مُفتِيها ، المولود سنة ۱۰۸۰ھ ، المتوفّٰی سنة ۱۱۳۸ھ

(یہ کتاب حضرت علامہ شیخ الاسلام عبدالقادرؒ کے تلمیذ علامہ محدّث محمد ہاشم بن عبدالغفور ٹھٹھوی سندھی کی جمع و ترتیب کردہ ہے، اور یہ کتاب مکتبہ حرم مکی شریف میں مخطوطہ کی شکل میں موجود ہے۔ ایک دوسرا عکسی نسخہ حضرت علامہ مولانا محمد عبدالرشید نعمانیؒ کے مکتبہ میں موجود ہے)

۲۱۵۔ " ذيل نفحة الرّيحانة لِلمُحِبّی " (فی أسماء الرّجال) تاليف الشّيخ العارف بِاللّٰه عبد الغنیّ بن اسماعيل بن عبد الغنی بن اسماعيل بن أحمد بن ابراهيم النّابلسیّ الدّمشقیّ الحنفیّ النّقشبندیّ القادری ، المولود بِدمشق فی الخامس من ذی الحجّة سنة ۱۰۵۰ھ ، المتوفّٰی بِها فی الرّابع و العشرين من شعبان سنة ۱۱۴۳ھ

(یہ کتاب شیخ محمد امین بن فضل اللہ محبی حنفیؒ کی کتاب " نفحة الرّيحانة و رشحة طلاء الحانة "، جو کہ اُصولِ حدیث کے اِس سلسلۂ تالیفات میں شمارہ نمبر ۵۶۳ پر گزر چکی ہے، کا ذیل ہے۔)

۲۱۶۔ " ثَبَتُ المَرْوِيّات و أسماء الشّيوخ " لِلشّيخ العلّامة الفقيه الأديب حامد بن علیّ بن ابراهيم بن عبد الرّحيم بن عماد الدّين بن محبّ الدّين العِمادیّ الدّمشقیّ الحنفی ، مفتی الحنفيّة بِدمشق ، المولود بِدمشق فی العاشر من جمادی الثّانية سنة ۱۱۰۳ھ ، المتوفّٰی بِها فی السّادس من شوّال سنة ۱۱۷۱ھ

(اِس کتاب کا تذکرہ علامہ شیخ محمد زاہد الکوثریؒ نے "ذیول تذکرة الحفاظ" پر اپنی تعلیقات کے صفحہ ۸۳ اور صفحہ ۱۳۳ پر کیا ہے۔)

٦١٧۔ "شرح تراجم أبواب صحيح البخاری" تالیف الشّیخ الامام الشّاہ ولیّ اللّٰہ أحمد بن عبد الرّحیم بن وجیہ الدّین المحدّث الدّھلویّ الحنفی ، المولود یوم الأربعاء ، الرّابع عشر من شوّال سنة ١١١٤ھ ، المتوفّٰی بمدینة دھلی یوم السّبت سلخ شھر اللّٰہ المحرّم سنة ١١٧٦ھ
(یہ کتاب طبع شدہ ہے جو کہ صحیح بخاری کے جلد اول کی ابتداء میں درج ہے، چنانچہ "قدیمی کتب خانہ" کراچی کے مطبوعہ صحیح البخاری میں موجود ہے۔)

٦١٨۔ "مجلّة الأعیان" (فی التّراجم) تالیف الشّیخ الأدیب الصّوفی سعد الدّین سلیمان بن أمن اللّٰہ بن عبد الرّحمٰن بن محمّد مُسْتقیم الرّومیّ الحنفی ، الشّھیر بِمُسْتقیم زادہ ، المولود سنة ١١٣١ھ ، المتوفّٰی سنة ١٢٠٢ھ

٦١٩۔ "عجائب الآثار فی التّراجم و الأخبار" (فی أربع مجلّدات) تالیف الشّیخ المؤرّخ المفتی عبد الرّحمٰن بن الحسن بن ابراھیم بن الحسن بن علیّ بن محمّد بن عبد الرّحمٰن الجَبَرْتیّ العقیلیّ المصریّ الحنفی ، المولود بِالقاھرة سنة ١١٦٧ھ ، المتوفّٰی مخنوقًا بِطریق شبرا ، فی رمضان سنة ١٢٣٧ھ
(یہ کتاب المطبعة الأزھریة مصر سے ١٣٠١ ہجری میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے۔)

٦٢٠۔ "المُسَلْسَلات الرّضَویّة" تالیف الامام العارف المحدّث المسند الرّحال الطّیّب الماھر أبی عبد اللّٰہ محمّد صالح الرّضویّ نسبًا ، السّمرقندیّ أصلًا وّ مولدًا ، البخاریّ طلبًا لِلعلم و شھرةً ، الأورنقاباذی نزیلًا و مفتیًا ، ثمّ المدنیّ مسکنًا و مدفنًا ، الحنفیّ مذھبًا ، المتوفّٰی بِالمدینة المنوّرة سنة ١٢٦٣ھ

٦٢١۔ "الکلمة الباقیة فی الأسانید و المُسَلْسَلات العالیة" (بِالعربیّة) تالیف الشّیخ الفاضل الصّالح مولانا حبیب حیدر بن علی أنور بن علی آکبر بن حیدر علیّ بن تراب علیّ العلویّ الکاکورویّ الحنفی ، المولود بِکاکوری فی السّابع عشر من شوّال سنة ١٢٩٩ھ ، المتوفّٰی فی السّابع عشر من ربیع الأوّل سنة ١٣٥٤ھ

٦٢٢۔ "رسالة فی أصول الحدیث" (بِالعربیّة) تالیف الشّیخ الفاضل مولانا عبد اللّطیف بن اسحاق السّنبھلیّ الحنفی ، المتوفّٰی فی الثّانی عشر من جمادی الآخرة سنة ١٣٧٩ھ

٦٢٣۔ "لطف الباری فی شرح تراجم أبواب البخاری" (بِالعربیّة) تالیف الشّیخ الفاضل مولانا عبد اللّطیف بن اسحاق السّنبھلیّ الحنفی ، المتوفّٰی فی الثّانی عشر من جمادی الآخرة سنة ١٣٧٩ھ

۲۲۴ . " فنّ أسماء الرّجال " (بالأردیّة) تالیف الشّیخ الفاضل الدکتور مولانا تقیّ الدّین النّدویّ المظاهریّ الحنفی ، أستاذ الحدیث بجامعة الامارات العربیة المتّحدة (العین) ، البانی و المدیر للجامعة الاسلامیّة مظفر فور ، قلندر فور ، أعظم گڈھ ، یو۔ پی ، الهند ، فَرَغَ من تالیفه یوم الاثنین ، الحادی و العشرین من ربیع الأوّل سنة ۱۳۸۸ھ

(یہ کتاب جامعہ اسلامیہ، مظفر پور، ہندوستان کی طرف سے طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے۔)

۲۲۵ . " القول الفصیح فیما یتعلّق بنفد أبواب الصّحیح " (بالعربیّة) تالیف الشّیخ المحدّث المحقّق السیّد مولانا فخر الدّین أحمد المراد آبادی ، الحنفی ، شیخ الحدیث و صدر المدرّسین بدار العلوم دیوبند ، المولود بهاپوڑ من مضافات میرٹھ ، الهند ، سنة ۱۳۱۰ھ ، المتوفّٰی بمراد آباد، الهند ، فی العشرین من صفر سنة ۱۳۹۲ھ

(اِس میں صحیح بخاری کے ابواب کا آپس میں ربط بیان کیا گیا ہے، علامہ مولانا محمد یوسف بنوریؒ اِس کتاب کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ" توقّد وذکاء کا ایک عمدہ نمونہ ہے"۔ یہ کتاب طبع شدہ ہے)

۲۲۶ . " الأبواب و تراجم البخاری " تالیف شیخ الحدیث و التّفسیر العلّامة مولانا محمّد ادریس الکاندهلویّ الحنفی ، المولود ببلدة بوفال ، الهند ، فی الثّانی و العشرین من ربیع الثّانی سنة ۱۳۱۷ھ ، المتوفّٰی بمدینة لاهور ، باکستان ، فی الثّامن من رجب سنة ۱۳۹٤ھ

۲۲۷ . " میزان الأخبار ، فی أصول الحدیث " تالیف الشّیخ العلّامة المحدّث الفقیه الأصولیّ السیّد مولانا مفتی محمّد عَمِیم الاحسان المجدّدیّ البرکتیّ البِهَاری ثمّ الدّاکوی البنجلادیشیّ الحنفی ، المولود لیلة الاثنین ، الثّانی و العشرین من محرّم سنة ۱۳۲۹ھ ، المتوفّٰی یوم السّبت ، العاشر من شوّال سنة ۱۳۹۵ھ

(یہ کتاب مختصر، مگر بہت مفید اور جامع کتاب ہے۔ جامعہ ازہر شریف، مصر کے اُستاذ حدیث علامہ محدّث ڈاکٹر اُسامہ سید محمود ازہری نے اِس کتاب کے بارے میں لکھا ہے: "میں نے اِس کتاب کا مطالعہ کیا تو یہ باوجود مختصر ہونے کے بہت مفید اور علوم مصطلح الحدیث کے تمام مباحث کو جامع ہے، اور یہ کتاب اِس قابل ہے کہ اِسے درسی نصاب میں متداول متن کے طور پر درساً پڑھایا جائے"۔

مولف رحمہ اللہ نے اِس کتاب کو اپنی دوسری کتاب" فقہ السنن والآثار"، جو کہ اُصولِ حدیث کے اِس سلسلۂ تالیفات میں شمارہ نمبر ۲۸۳ پر گزر چکی ہے، کا مقدمہ بنایا ہے۔ یہ کتاب میزان الاخبار" فقہ السنن والآثار" کے ساتھ یکجا شوال المکرّم ۱۳۷۳ ہجری میں "مطبع مجیدی" کانپور، ہندوستان سے طبع ہو کر

شائع ہوچکی تھی اور یہ کتاب علیحدہ و مستقل طور پر میزان الاخبار فی مصطلح اهل الآثار کے نام سے ۱۳۳۳ہجری میں دار البصائر قاہرہ، مصر سے بھی طبع ہوکر شائع ہوئی ہے، اور پھر دونوں کتابیں یکجا طور پر زمانۂ قریب یعنی ۱۴۳۵ہجری میں دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان سے طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔)

۲۲۸ . " تحفة الأخيار بِشرح ميزان الأخبار " تاليف الشّيخ العلّامة المحدّث الفقيه الأصوليّ السيّد مولانا مفتى محمّد عَمِيم الاحسان المجدّدىّ البركتىّ البِهَارى ثمّ الدّاكّوى البنجلاديشىّ الحنفى ، المولود ليلة الاثنين ، الثّانى و العشرين من محرّم سنة ١٣٢٩هـ ، المتوفّى يوم السّبت ، العاشر من شوّال سنة ١٣٩٥هـ

(یہ کتاب مولف رحمہ اللہ کی اپنی مذکورہ بالا کتاب "میزان الاخبار" کی اپنی شرح ہے۔)

۲۲۹ . " تلخيص مراسيل ابن أبى حاتم " تاليف الشّيخ العلّامة المحدّث الفقيه الأصوليّ السيّد مولانا مفتى محمّد عَمِيم الاحسان المجدّدىّ البركتىّ البِهَارى ثمّ الدّاكّوى البنجلاديشىّ الحنفى ، المولود ليلة الاثنين ، الثّانى و العشرين من محرّم سنة ١٣٢٩هـ ، المتوفّى يوم السّبت ، العاشر من شوّال سنة ١٣٩٥هـ

۲۳۰ . " فهرس أسماء المدلِّسين و المختلطين " تاليف الشّيخ العلّامة المحدّث الفقيه الأصوليّ السيّد مولانا مفتى محمّد عَمِيم الاحسان المجدّدىّ البركتىّ البِهَارى ثمّ الدّاكّوى البنجلاديشىّ الحنفى ، المولود ليلة الاثنين ، الثّانى و العشرين من محرّم سنة ١٣٢٩هـ ، المتوفّى يوم السّبت ، العاشر من شوّال سنة ١٣٩٥هـ

۲۳۱ . " تذكرة المحدّثين " تاليف الشّيخ مولانا غلام رسول السّعيدىّ الحنفى ، طُبِعَ هذا الكتاب أوّل مرّة فى مطبعة أرشد برادرس ، دهلى ، فى ربيع الثّانى سنة ١٣٩٧هـ

(اس کتاب میں آئمہ اربعہ مجتہدین، امام محمد، امام طحاوی اور مصنفین صحاح ستہ کی شخصیات کے حالاتِ زندگی، خدمات اور اُن کی تصانیف کا تفصیلی تعارف ...اور مقدمہ میں حدیث کی ضرورت، حجیت و تدوین اور اس کے بعد حدیث کی تعریف، اقسام اور کتبِ حدیث کی انواع اور بعض دیگر اصطلاحات کا مختصراً بیان کیا گیا ہے)

۲۳۲ . " فضل البارى فى فقه البخارى " (فى أربع مُجلّداتٍ ضخام) تاليف الشّيخ المحدّث مولانا عبد الرّؤف بن مولانا عبد الكريم الهزاروى ، الحنفى ، المولود بِهزاره ، هريفور سنة ١٣١٣هـ ، المتوفّى يوم الخميس ، الرّابع عشر من ذى الحجّة سنة ١٣٩٨هـ

۲۳۳ . " الأبواب و التّراجم لِصحيح البخارى " (فى خمسِ مُجلّدات) تاليف الشّيخ

المحدّث الكبير مولانا محمّد زكريّا الكاندهلويّ المدني ، الحنفي ، المولود في الحادي عشر من رمضان المبارك سنة ١٣١٥هـ ، المتوفّى أوّل شعبان سنة ١٤٠٢هـ

(یہ کتاب "دارالکتب العلمیہ" بیروت، لبنان سے طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے)

۲۳۴۔ "تحقيق "كشف الأستار عن زوائد البزار لِلهيثمي" تاليف الشّيخ المحدّث أبي المآثر مولانا حبيب الرّحمٰن الأعظمي ، الحنفي ، المولود سنة ١٣١٩هـ ، المتوفّى في الحادي عشر من رمضان المبارك سنة ١٤١٢هـ

(یہ کتاب "مؤسسۃ الرسالۃ" بیروت، لبنان سے پہلی بار۱۴۰۴ ہجری میں طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔)

۲۳۵۔ "امام اعظم اور علم الحديث" تاليف الشّيخ العلّامة مولانا محمّد عليّ الصدّيقيّ الكاندهلوي ، الحنفي ، المولود في أوّل ربيع الأوّل سنة ١٣٢٨هـ ، المتوفّى بِسيالكوٹ ، يوم الأربعاء ، العشرين من جمادى الثّانية سنة ١٤١٣هـ

(یہ کتاب کس درجے کی ہے؟ اِس کا اندازہ مشاہیر عالم اور نابغۂ روزگار شخصیات کے اُن تاثرات سے لگایا جاسکا ہے جو کتاب کے شروع میں منسلک ہیں۔ حضرت علامہ مولانا سید شمس الحق افغانیؒ نے فرمایا ہے: "یہ کتاب صرف ایک تاریخی کتاب نہیں بلکہ دلائل حجیت حدیث، فقاہت و اجتہاد، شرائط وخصوصیات، کتب حدیث واحوالِ محدثین، علم اُصول الحدیث، علم الرجال کے قیمتی مباحث کا ایک بیش بہا خزانہ ہے"۔ یہ کتاب "مکتبۃ الحسن" لاہور سے طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔)

۲۳۶۔ "حديث اور اهل حديث" تاليف الشّيخ المحدّث الفقيه مولانا أنوار خورشيد ، الحنفي، خرّيج الجامعة المَدَنيّة ، كريم پارك ، لاهور ، فَرَغَ من تاليف هذا الكتاب في التّاسع و العشرين من جمادى الثّانية سنة ١٤١٣هـ

(یہ کتاب "مکتبہ قاسمیہ" لاہور سے طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے)

۲۳۷۔ "تحقيق "المُوقِظَة لِلذّهبي" (في علم مصطلح الحديث) تاليف العلّامة المحدّث الفقيه الأصوليّ الأديب المسند الشّيخ عبد الفتاح أبي غُدّة الحَلَبيّ الحنفيّ ابن محمّد بن بشير بن حسن ، المولود بِحَلَب في السّابع عشر من رجب سنة ١٣٣٦هـ ، المتوفّى بِرياض قُبَيل فجر يوم الأحد ، التّاسع من شوّال سنة ١٤١٧هـ ، دفين المدينة المنوّرة

(یہ کتاب "مکتب المطبوعات الاسلامیہ" حلب، شام، اور "دارالبشائر الاسلامیہ" بیروت، لبنان سے طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے)

۶۳۸ . " التّحقيق و التّعليق على أربع رسائل فى علوم الحديث " تاليف العلّامة المحدّث الفقيه الأصوليّ الأديب المسند الشّيخ عبد الفتاح أبى غُدّة الحلبيّ الحنفيّ ابن محمّد بن بشير بن حسن، المولود بِحَلَب فى السّابع عشر من رجب سنة ١٣٣٧هـ ، المتوفّى بِرياض قُبَيل فجر يوم الأحد ، التّاسع من شوّال سنة ١٤١٧هـ ، دفين المدينة المنوّرة

(یہ کتاب "مکتب المطبوعات الاسلامیہ" حلب،شام سے طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔

اوروہ رسائل اربعہ،جن پر شیخ ابوغدہؒ نے تحقیق وتعلیق کی ہے،مندرجہ ذیل ہیں:

١ . " قاعدةٌ فى الجرح و التّعديل " لِلامام تاج الدّين عبد الوهّاب بن علىّ السّبكى

٢ . " قاعدةٌ فى المؤرّخين " لِلامام تاج الدّين عبد الوهّاب بن علىّ السّبكى

٣ . " المتكلّمون فى الرّجال " لِلامام المؤرّخ محمّد بن عبد الرّحمٰن السّخاوى

٤ . " ذكرُ مَن يُعْتَدُّ قولُهٗ فى الجرح و التّعديل " لِلامام الحافظ المحدّث المؤرّخ شمس الدّين محمّد بن أحمد الذّهبى

۶۳۹ . " التّحقيق و التّعليق على خمس رسائل فى علوم الحديث " تاليف العلّامة المحدّث الفقيه الأصوليّ الأديب المسند الشّيخ عبد الفتاح أبى غُدّة الحلبيّ الحنفيّ ابن محمّد بن بشير بن حسن ، المولود بِحَلَب فى السّابع عشر من رجب سنة ١٣٣٦هـ ، المتوفّى بِرياض قُبَيل فجر يوم الأحد ، التّاسع من شوّال سنة ١٤١٧هـ ، دفين المدينة المنوّرة

(یہ کتاب "مکتب المطبوعات الاسلامیہ" حلب،شام اور" دارالبشائر الاسلامیہ" بیروت، لبنان سے طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔

اوروہ رسائل خمسہ،جن پر شیخ ابوغدہ نے تحقیق وتعلیق کی ہے،مندرجہ ذیل ہیں:

١ . " مقدّمة التّمهيد " لِلحافظ ابن عبد البرّ الأندلسيّ

٢ . " رسالة فى وصل البلاغات الأربعة فى الموطّأ " لِلحافظ أبى عمرو بن الصّلاح

٣ . " ما لا يسع المحدِّث جهلُهٗ " لِلمحدّث المَيّانِشِيّ

٤ . " التّسويةُ بين حَدّثَنا و أخبَرَنا " لِلامام الطّحاوى

٥ . " رسالة فى جواز حذف (قال) عند قولهم حَدّثَنا " لِلعلّامة المحقّق محمّد بن أحمد بنّيس الفَاسِيّ)

(یادرہے کہ مقدمۃ التمہید للحافظ ابن عبدالبر پر شیخ ابوغدہ کی تحقیق وتعلیق ہم نے اس سے قبل بھی ذکر کی

تھی جو کہ اُصولِ حدیث کے اِس سلسلۂ تالیفات میں شمارہ نمبر ۱۵۴ پر گزر چکی ہے، لیکن یہاں چونکہ شیخ ابوغدہ کی تحقیق وتعلیق رسائل خمسہ (جن میں مقدمۃ التمہید بھی شامل ہے) پر یکجا اور ایک جلد میں آئی ہے، لہذا یہاں بھی مقدمۃ التمہید پر تحقیق وتعلیق ذکر کی گئی۔)

۲۴۰. " روضة الأثر فى حلّ شرح نخبة الفكر " (بالأرديّة) تاليف الشّيخ مولانا محمّد رياض الدّين البنغلاديشى ، الحنفى ، أستاذ الحديث بالجامعة المَدَنيّة الاسلاميّة ، قاضى بازار سلهٹ ، بنغلاديش ، فَرَ غَ من تاليفه يوم السّبت ، السّابع من رمضان المبارك سنة ١٤١٩هـ

(یہ کتاب "مدنی کتب خانہ" کراچی سے طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے)

۲۴۱. " الرّائد لِرجال مجمع الزّوائد " (بالعربيّة) تاليف الشّيخ الفاضل أبى يوسف مولانا محمّد وليّ درويش بن حضرت ولى بن اعتبار شاه بن شيرو خان بابا ، الحنفى ، الأستاذ بجامعة العلوم الاسلاميّة علّامه بنورى تأون كراتشى ، المولود بقرية " بهادر كلى " بشاور سنة ١٣٦٣هـ، المتوفّى بقندهار ، أفغانستان ، يوم الخميس ، السّابع من ربيع الثّانى سنة ١٤٢٠هـ

۲۴۲. " التّعقيبات على صاحب الدّراسات " تاليف الشّيخ العلّامة المحدّث الفقيه المحقّق مولانا عبد الرّشيد النّعمانى الحنفى ، المولود فى الثّامن عشر من ذى القعدة سنة ١٣٢٣هـ ، المتوفّى فى التّاسع و العشرين من ربيع الثّانى سنة ١٤٢٠هـ

(دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب سندھ کے مشہور عالم ملا محمد الملقب بالأمین السندی ۱۱۶۱ھ کی تالیف ہے، اِس کتاب میں بارہ دراسات ہیں جو فن حدیث، اُصولِ حدیث، صحیحین اور فقہ کے اہم مباحث سے تعلق رکھتے ہیں، مولف نے اہل سنت کے جادۂ اعتدال سے ہٹتے ہوئے اپنے بہت سے تفردات بھی ذکر کئے ہیں جس کے نتیجہ میں وہ معتقدات میں رفض، اعتزال، تشیع اور اہل بدعت سے زیادہ قریب ہوگئے ہیں، یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۲۸۴ھ میں لاہور سے اور دوسری مرتبہ ۱۳۷۷ھ میں سندھی ادبی بورڈ کراچی کے زیر اہتمام طبع اور شائع ہوئی۔

حضرت علامہ مولانا عبدالرشید نعمانی صاحب نے اس کتاب پر مقدمہ کے علاوہ مولف کے مفصل حالات اور نہایت مفید حواشی تحریر کئے ہیں۔فن حدیث، اُصولِ حدیث، نیز اُصول وفروع میں ملا محمد امین کے تفردات، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر مطاعن، نیز اُن کے معتقدات کا بھرپور دلائل کے ساتھ رد کیا ہے۔خود راقم ہیں:

و أمّا التّعليقات الّتى كتبتُ عليها فأكثرها اعتراضات عليه و مباحثات معه فيما يتعلّق بالحديث و علومه و أمّا النّقد التّفصيليّ فقد أغنانا عنه العلّامتان الحجّتان الفقيهان الشّيخ عبد اللّطيف و ابنه الشّيخ ابراهيم التّتويان بما انتقدا عليه فى " ذبّ ذبابات الدّراسات " ، و " القسطاس المستقيم " رحمهما اللّٰه و طاب ثراهما ، و سمّيتُ هذه التّعليقات بالتّعقيبات على صاحب الدّراسات۔

۲۳۳۔" شذرات الذّهب المُنيفة من كلمات أئمّة الجرح و التّعديل فى توثيق الامام أبى حنيفة" (بالعربيّة) تاليف الشّيخ مولانا كريم اللّٰه عابر النّورستانىّ الأرنسىّ الحنفى ، فَرَغَ من تاليفه ليلة الأحد ، السّادس و العشرين من محرّم الحرام سنة ۱٤۳۰ھ(یہ کتاب طبع شدہ ہے)

۲۳۴۔ " علوم الحديث " (بالأرديّة) تاليف الشّيخ الدّكتور محمّد باقر خان خاكوانى ، الحنفى ، فَرَغَ من تاليفه يوم الأحد التّاسع عشر من صفر سنة ۱٤۳۰ھ

(یہ کتاب ''ادارہ ادبیات'' لاہور سے طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے)

۲۳۵۔ ''فقہاء کے أصول حدیث'' تاليف الشّيخ الدّكتور محمّد باقر خان خاكوانى ، الحنفى ، فَرَغَ من تاليفه يوم الثلثاء العاشرمن جمادى الاولى سنة ۱٤۳۰ھ

(یہ کتاب ''ادارہ ادبیات'' لاہور سے طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے)

۲۳۶۔ " حجّيّةُ أفعال رسول اللّٰه ﷺ أُصوليًّا و حَديثيًّا " تاليف الشّيخ الفاضل العلّامة المحقّق محمّد بن محمّد عوّامة الحَلَبىّ الحنفى ، نزيل المدينة المنوّرة ، المولود (حفظه اللّٰه) بمدينة حَلَب فى الرّابع عشر من ذى الحجّة سنة ۱۳۵۸ھ ، فَرَغَ من تاليف هذا الكتاب فى الثّالث من ربيع الأوّل سنة ۱٤۳۱ھ

(یہ کتاب ''دارالمنہاج'' جدہ اور'' دارالیسر'' مدینہ منورہ سے طبع ہوکر شائع ہوئی ہے)

۲۳۷۔ " مَبَادِيات حديث " تاليف الشّيخ مولانا مفتى أحمد ، خان پورى ، الحنفى ، طُبِعَ هذا الكتاب فى مكتبة بيت العلم ، كراتشى ، سنة ۱٤۳۲ھ

۲۳۸۔ " صفوة النّيابة بِلقاء أبى حنيفة الصّحابة " تاليف الشّيخ الدّكتور مولانا مفتى فخر الدّين بن عثمان الغلاّ نى ، الحنفى ، الأُستاذ فى علوم الحديث بِجامعة المنتصر شاه لطيف تأون ، كراتشى ، باكستان ، و الأُستاذ و معين قسم التّصنيف و التّحقيق بجامعة دار العلوم كراتشى (سابقًا) ، فَرَغَ من تاليف هذا الكتاب يوم الاثنين ، السّابع من ربيع الآخر سنة ۱٤۳٤ھ

(یہ کتاب "مکتبۃ السعادہ" مجاہد کالونی نارتھ ناظم آباد کراچی سے طبع ہو کر شائع ہوئی ہے۔)

۶۴۹ . " خلاصة شرح نخبة الفكر " تاليف الشيخ أبي محمّد مولانا عطاء الله بن محمّد أمين ، ظريف خيل ، الحنفي ، طُبِعَ هذا الكتاب في مطبعة دار النّاشر ، لاهور ، سنة ١٤٣٤هـ

(اِس کتاب میں مولف نے شرح نخبۃ الفکر کی مباحث کو نقشوں کی مدد سے سمجھایا ہے، اِس طرح کہ سب سے پہلے جدول (نقشہ) کو رکھا گیا ہے اور پھر اس کی وضاحت کے بعد ہر ایک اصطلاح حدیث کے لئے ایک مثال پیش کی ہے جس کو سہل انداز میں ممثل لہ پر منطبق کر کے مشکل مباحث کو ایک آسان سانچہ میں ڈھال دیا ہے)

۶۵۰ . " امام اعظم ابوحنيفه كا محدثانه مقام " (في مُجلّدين) تاليف الشّيخ مولانا محمّد نعمان ، الحنفي ، خرّيج الجامعة الاسلامية علّامه بنوري تأون كراتشي ، فَرَغَ من تاليف هذا الكتاب في ربيع الثّاني سنة ١٤٣٥هـ

[یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی سوانح ، آپ کی تابعیت ، شہر کوفہ کی قدر و منزلت ، دس محدثین اساتذہ و تلامذہ کا تعارف ، امام اعظم کی جلالت شان سو (۱۰۰) اکابر اہل علم کی نظر میں ، آپ کے اُصولِ حدیث ، فن حدیث اور رجال میں مہارت ، کتاب الآثار کا تفصیلی تعارف ، اُنتیس مسانید اور اُن کے مصنفین کا تعارف ، صحابہؓ سے روایت حدیث ، محدثین کی نظر میں آپ کی بلند پایہ فقاہت کا بیان ، تالیفاتِ امام اعظمؒ ، فقہ حنفی کے خصائص و امتیازات ، آپ پر نقد و جرح اور اس کے تفصیلی جوابات ، آپ کی ذکاوت کے پچاس دلچسپ واقعات ، دو ہزار (۲۰۰۰) سے زیادہ حوالہ جات سے مزین کتاب ہے۔ یہ کتاب "دارالناشر" لاہور سے طبع ہو کر شائع ہوئی ہے۔]

اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے یہاں تک اُصولِ حدیث کے اِس سلسلۂ مضامین میں حضرات علماء احناف کی چھ سو پچاس (۶۵۰) تالیفاتِ جلیلہ کا تذکرہ ہو چکا ، باقی ماندہ دیگر تالیفات کو اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد سے آئندہ ذکر کیا جائے گا۔ ان شاء الله

و صَلَّى الله تعالى و سَلَّمَ على خير خلقه محمّدٍ وّ على آله و أصحابه أجمعين۔

نوٹ: اگر قارئین الحق ماہنامہ الحق کی خصوصی اشاعت حیات و خدمات مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہؒ نمبر خریدنے کے خواہش مند ہوں تو ان کیلئے خصوصی رعایت کرتے ہوئے صرف مبلغ ۳۲۰ بمع ڈاک خرچ کے ، ارسال کیا جاسکے گا۔ آرڈر کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

آخری قسط
مولانا حذیفہ وستانوی *

مدارس میں علمی زوال کے اسباب اور حل

(۱۱) مطالعہ کا فقدان: مطالعہ نام کی کوئی چیز طلبہ میں باقی نہیں رہی، کیا بغیر مطالعہ کے علم کبھی کسی کو آیا ہے؟ ہمارے اسلاف مطالعہ کے لیے دن رات ایک کر دیتے تھے۔ ذرا ان کی زندگیاں پڑھو، مرنے کے بعد جنت میں بھی مطالعہ میں لگے ہوئے ہیں!!

(۱۲) کھیل کود سے دلچسپی: اسکولوں اور کالجوں والوں نے تو کھیل کود تعلیم کا حصہ بنالیا جو سنگین غلطی ہے، مگر ہمارے طلبہ بھی اچھا خاصا وقت کرکٹ وغیرہ میں خرچ کر دیتے ہیں۔ اس طرح کھیلنے کودنے سے علم حاصل نہیں ہوتا۔

(۱۳) موبائل سے انہماک: موبائل کے نقصانات نفع سے زیادہ ہے۔ خاص طور پر طالب علم کے لیے سم قاتل ہے، اس میں وقت کا ضیاع خسر الدنیا و الآخرۃ کا مصداق ہے۔ اللھم احفظ!

(۱۴) اساتذہ کی غیبت: طلبہ میں ایک مرض یہ بھی سرایت کر گیا ہے کہ وہ اساتذہ کے طریقۂ تدریس پر تبصرے کرتے ہیں جب کہ یہ سراسر بے ادبی ہے، کیوں کہ اللہ کی طرف سے ہر ایک کو افہام و تفہیم ایک جیسی نہیں دی جاتی ہے، لہٰذا صرف اساتذہ کے درس کے سننے پر اکتفا کرے اور اگر سمجھ میں نہ آئے تو حاشیے سے حل کرے، ورنہ چھوڑ دے، انشاء اللہ اس ادب پر ہی اللہ علم میں برکت دے دے گا۔

(۱۵) مفسد ذہنیت: جنگ و جدال اور گالی گلوچ کی عادت بھی ہمارے طلبہ میں ایک معمول بننے لگی ہے حالاں کہ اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں؛ لہٰذا اپنے اوپر عائد حقوق کو ادا کریں اور دوسروں پر عائد اپنے حقوق میں نرمی یا درگذر سے کام لیں تو یہ بھی علم میں ترقی کا باعث ہوگا؛ مگر افسوس کہ ایسا نہیں ہوتا؟

(۱۶) طلبہ کا بازار میں بہ کثرت جانا: طلبہ کا بازار میں بہ کثرت جانے کا رواج عام ہو چلا ہے، حالاں کہ بازار برائیوں کا اڈہ ہے۔ جسکے چکر کاٹنے سے بری عادات پیدا ہوتی ہیں کیا بازاروں میں چکر کاٹنے والوں کے علم میں ترقی ہو سکتی ہے؟

---

* جامعہ اکل کوا، ہندوستان

(۱۷) بروں کی صحبت: بری عادات کے حامل لوگوں کی صحبت بھی انسان کے ترقی اور استعداد کی پختگی میں رکاوٹ ثابت ہوتی ہے، مگر ہمارے طلبہ بروں کے ساتھ رہنے کو ہی پسند کرتے ہیں۔

(۱۸) تکبر: متکبر ذہنیت کا طالب علم کبھی سرخرو نہیں ہوسکتا۔علم کے لیے تواضع لازمی ہے، مگر آج تکبر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔کیا ایسے لوگوں کو علم کا نور حاصل ہوسکتا ہے؟

(۱۹) انتظامیہ سے گلہ: کھانے پینے، رہنے سہنے کے سلسلے میں آج کل ہمارے طلبہ میں بڑے ناز و نخرے آگئے ہیں، اور اس سلسلہ میں اکثر انتظامیہ کی غیبت اور اس کو برا بھلا کہنا اور ان کے ساتھ بدتمیزی کرنا گویا عام سی بات ہوگئی؛ حالاں کہ یہ سب تبرعات ہے ہمارے اسلاف نے اپنا مال اپنی جان، اپنا وقت، اپنا سب کچھ کھپا کر علم حاصل کیا؛ ان کے لیے نہ رہنے کے انتظامات تھے، نہ کھانے کے، مگر پھر بھی محنت کرتے اور سب انتظامات خود سے کرتے تھے؛ لہٰذا علمی استعداد میں پختگی پیدا کرنا ہو تو یہ سب ناز و نخرے چھوڑنے ہوں گے اور تن من دھن کی بازی لگانی ہوگی، تب جا کر استعداد پیدا ہوسکتی ہے۔

(۲۰) سہولت پسندی: آج کل طلبہ کی طبیعتیں سہولت پسندی کا شکار ہوچکی ہے؛ وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ علم بھی سہولتوں سے حاصل ہوجاتا ہے ......

ع ایں خیال است و محال است و جنوں۔

مجاہدانہ روش کرکے ہی استعداد پیدا ہوگی۔

(۲۱) طلبہ اپنی ذہنی و جسمانی صحت کا خیال نہیں کرتے

جو آیا کھالیا، جب جی میں آیا سو گئے، جو دل میں آیا فحش تصاویر اور ویڈیو دیکھ لیا، یہ سب امور ذہن اور جسم پر انتہائی منفی اثرات مرتب کرتے ہیں اور ظاہر ہے جب ذہن اور جسم صحت مند نہ ہوں گے تو علم کے حصول میں جی نہیں لگے گا اور استعداد پیدا نہ ہوگی۔

(۲۲) زیب و زینت کے عادی

آج کل ہمارے طلبہ زیب و زینت کے بڑے عادی ہوتے چلے جارہے ہیں۔رنگ بہ رنگی کی ٹوپی، کرتا پاجامہ، مختلف نسوانی ڈیزائن کے کپڑے، پینٹ، ٹائی، بے ڈھنگی ڈیزائن اور فیشن زدہ بال۔ ظاہر سی بات ہے کہ اس طرح طالب علم میں استعداد کیسے پیدا ہوگی؟ جب اس کو ان کاموں ہی سے فرصت نہیں۔ طبیعت میں سادگی اور نظافت ہونی چاہیے۔ تکلفات سے ہمارے اسلاف کی زندگیاں عاری ہیں۔

(۲۳) دعاء اور تلاوت سے غفلت

بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج کل طلبہ وعلماء میں قرآن جیسی عظیم کتاب کی تلاوت اور دعاء جیسی عظیم عبادت سے غفلت برتی جارہی ہے حالاں کہ دعاء اور قرآن یہ ہماری ترقی میں اور خاص طور پر روحانی اور علمی ترقی میں انتہائی کارآمد ہے، مگر اس جانب توجہ نہیں دی جاتی ہے۔

طلبہ کو صبح سویرے جلدی بیدار ہوکر تہجد کے ساتھ اور مغرب سے پندرہ منٹ پہلے مسجد میں آکر اہتمام کے ساتھ دعاء وتلاوت میں مشغول ہوجانا چاہیے۔ اور ہر نماز سے دس پندرہ منٹ پہلے مسجد میں حاضر ہوکر قرآن کی تلاوت میں مصروف ہوجانا چاہیے۔

دعاء اور قرآن کے روحانی فوائد کے ساتھ ساتھ بے شمار مادی اور جسمانی فوائد بھی ہیں۔ جس کو آج کی سائنس نے بھی تسلیم کرلیا ہے۔ یہ صرف دعاء وقرآن کا ہی امتیاز نہیں بلکہ اسلامی تمام عبادتوں اور ریاضتوں کا یہی حال ہے کہ ہر ایک میں روحانی، مادی اور جسمانی بے شمار فوائد مضمر ہوا کرتے ہیں۔ آج کے علوم تجربیہ نے تمام اسلامی عقائد اور عبادات واحکام کے منافع کو تجربے کی روشنی میں ثابت کردیا ہے۔ اگرچہ ہمارے پیشِ نظر صرف اور صرف رضائے الٰہی اور آخرت ہی کی کامیابی ہونی چاہیے۔

خلاصہ یہ کہ نیت میں عدم اخلاص، علم کے مفہوم سے ناواقفیت علم کے مطابق عمل کا نہ ہونا، محنت سے فرار، بداخلاقی اور بے ادبی، اسلامی فرائض واجبات، سنن اور مستحبات سے عدم دلچسپی، وقت کا ضیاع، بے توجہی، غفلت اور سستی حقوق میں کوتاہی، مطالعہ سے دوری، لہو ولعب میں انہماک، موبائل سے دلچسپی، اساتذہ کی غیبت و بے ادبی، فسادانہ ذہنیت، شکوہ وشکایت کی عادت، بازاروں کے چکر، دوستی اور یاری، تکبر و عناد، سہولت پسندی اور راحت طلبی، زیب و زینت کی عادت، صحت کا خیال نہ کرنا، تکبیر اولیٰ کا اہتمام نہ کرنا وغیرہ۔ یہ وہ اسباب ہیں جس کے بنا پر ہمارے مدارس کے طلبہ سے وہ نتائج برآمد نہیں ہورہے ہیں جس کی توقع کی جاتی ہے۔

اخیر میں طلبہ عزیز سے لجاجت کے ساتھ درخواست ہے کہ وہ اپنے والدین، اپنے ادارے کے انتظامیہ، اپنے اساتذہ کی محنت اور امید پر پانی نہ پھیرتے ہوئے اوران کی محنتوں کو رائیگاں نہ کرتے ہوئے، پورے انہماک کے ساتھ علمی استعداد میں پختگی پیدا کرنے کے اسباب اختیار کرکے تن من دھن کے ساتھ علم کے حصول میں لگ جائیں اور اپنا اور پوری امت کا مستقبل روشن کرنے کی سعی کریں۔

اللہ ہماری مدد فرمائے، ہمیں توفیق عطا فرمائے اور دنیا وآخرت میں سرخرو فرماکر ہم سے راضی ہوجائے۔ آمین!

مولانا سید عنایت اللہ ندوی

لیبیا تاریخی پس منظر اور موجودہ صورتحال

لیبیا براعظم افریقہ کا رقبہ کے لحاظ سے تیسرا سب سے بڑا ملک ہے، لیکن آبادی بہت کم ہے، تقریبا ۱۸لا کھ مربع کلومیٹر رقبہ والے ملک کی آبادی محض ۷۰ لا کھ کے قریب ہے، اس ملک کا اکثر و بیشتر علاقہ ریگستانی اور نا قابل رہائش ہے، البتہ لیبیا پورے براعظم افریقہ کا مالدار ترین ملک ہے، یہ پورے افریقہ میں سب سے زیادہ تیل پیدا کرنے والا ملک ہے، پورے افریقہ میں فی کس آمدنی سب سے زیادہ لیبیا ہی کی ہے، ۱۹۱۵ء سے پہلے لیبیا نام کا کوئی ملک نہیں تھا، بلکہ اس کے مغربی خطہ کو طرابلس اور مشرقی خطہ کو برقہ کے نام سے جانا جاتا تھا، برقہ کا خطہ مصر میں شامل تھا اور طرابلس کا خطہ تیونس میں شامل تھا۔

۱۰۰ ق م سے یہ علاقہ بربر قبائل کا مسکن رہا ہے، بربروں کی آبادی یہیں سے پورے شمالی افریقہ میں پھیلی اوران کی حکومتیں قائم ہوتی رہیں، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت ۶۴۱ء میں موجودہ لیبیا کا نصف مشرقی حصہ (برقہ) کے خلافت اسلامی کا جزء بنا، جبکہ ۶۴۷ء کو اس کا نصف مغربی حصہ طرابلس حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اسلامی قلمرو میں شامل ہوا، اس کے بعد تمام بربر قبائل حلقہ بگوش اسلام ہو گئے، اس وقت سے خلافت عباسیہ کے زوال تک یہ علاقہ وسیع ترین اسلامی مملکت کا جز بنا رہا، ۹۰۹ء میں مصر کی فاطمی حکومت کا برقہ اور طرابلس دونوں خطوں پر قبضہ ہوگیا، جو ۹۳۷ء تک برقرار رہا، پھر یہاں صنہا جیوں کی حکومت قائم ہوئی، ۱۱۳۸ء میں نارمن عیسائیوں نے اس علاقہ پر قبضہ کرلیا لیکن بہت جلد ہی ۱۱۶۰ء میں موحدین نے نارمنوں کو یہاں سے بھگا کر پھر سے اس خطہ میں اسلامی حکومت قائم کی، ۱۲۲۸ء میں یہاں بنو حفص کا تسلط قائم ہوا، جو ۳۰۰ سال تک برقرار رہا، ۱۵۱۰ء میں طرابلس پھر یورپ، برقہ اور جنوبی خطہ فزان سارے علاقے سلطنت عثمانیہ میں شامل ہو گئے اور اس پورے علاقے سلطنت عثمانیہ میں شامل ہو گئے، اوراس پورے علاقے کو طرابلس کا نام دیا گیا۔

۱۹۱۱ء میں اٹلی کی فوج نے جنگ طرابلس میں ترک فوج کو شکست دے کر یہاں سے سلطنت

عثمانیہ کے اقتدار کا خاتمہ کردیا اوراس وقت سے یہاں اٹلی کی یوروپین سامراجی حکومت قائم ہوگئی ، اٹلی کا اس خطہ پر قبضہ ۳۲ سال تک رہا ،۱۹۴۳ء میں دوسری جنگ عظیم کے دوران موجودہ لیبیا کے ایک حصہ پر برطانیہ کا اورایک حصہ پر فرانس کا قبضہ ہوگیا ،طرابلس اور برقہ پر برطانیہ نے قبضہ کرلیا اورجنوبی خطہ فزان پر فرانس نے قبضہ کرلیا۔

اٹلی کے قبضہ کے دوران اس سامراجی حکومت کے خلاف سید احمد سنوسی رحمہ اللہ نے آزادی کی تحریک چلائی تھی اوراٹلی کی فوج سے سنوسیوں کا مسلح تصادم جاری رہا ، جب برطانیہ اورفرانس کا اقتدار قائم ہوا تو اسوقت کے سنوسی امیر محمد ادریس برطانوی حکومت سے سمجھوتہ ہوگیا جس کے تحت برطانیہ نے ۱۹۴۹ء میں سید محمد ادریس کو برقہ کا امیر (حکمران) تسلیم کرلیا، پھر ۱۹۵۱ء میں برطانیہ نے طرابلس کا اورفرانس نے فزان کا اقتدار بھی سید محمد ادریس کے حوالہ کردیا، اس طرح لیبیا کے نام سے ایک نئی وفاقی مملکت معرض وجود میں آگئی اورسید ادریس سنوسی اس وفاقی مملکت کے بادشاہ تسلیم کرلیے گئے ۔

۲۰ سال تک شاہ ادریس سربراہ مملکت بنے رہے ، ۱۹۶۹ء میں جب شاہ ادریس یونان کے دورے پر تھے ،توایک فوجی کمانڈر کرنل معمر قذافی نے ان کا تختہ پلٹ کر اقتدار پر قبضہ کرلیا۔

کرنل معمر قذافی نے ۴۲ سال تک پوری آمریت کے ساتھ لیبیا پر شاہانہ طریقہ سے حکومت کی ، ساری پارٹیوں اوراداروں کوممنوع اور کالعدم قرار دے دیا، ہرطرح کے جلسے ، جلوس ، احتجاج اورمظاہروں پر سخت پابندی لگادی ، کافی طویل عرصہ تک قذافی کے مظالم سہتے سہتے جب لیبیا کی عوام نے تیونس اورمصر میں موجودہ عرب بہار کے دوران آمرحکمرانوں کے زوال اورعوامی انقلاب کی کامیابی کا مشاہدہ کیاتواس سے حوصلہ پاکرعوام نے ۱۶فروری ۲۰۱۱ ءکومعمر قذافی کے خلاف احتجاجی مظاہرے شروع کردیے ، مظاہرین پر پولیس کی طرف سے فائرنگ کی گئی تو مظاہرین نے بھی مسلح تصادم کا راستہ اختیار کیا ، فوج اورمظاہرین کے درمیان معرکہ آرائی مسلسل جاری رہی ، بالآخر ۲۰ اکتوبر ۲۰۱۱ء کوانقلابیوں نے معمر قذافی جیسے خوفناک آمر مطلق کو ہلاک کرکے ان کے ۴۲ سالہ اقتدار کا خاتمہ کردیا۔

۲۰ ستمبر ۲۰۱۲ء کو نئے صدر محمد مقاریف کا انتخاب عمل میں آیا تھا اور ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۲ء کوعلی زیدان لیبیا کے وزیراعظم منتخب ہوئے تھے لیکن انقلاب میں سرگرم رول اداکرنے والے دوطبقوں کے درمیان سخت معرکہ آرائی کا اس طرح ماحول قائم کردیا گیا کہ اسلام پسند اور سیکولرنواز دونوں طبقے آپس میں لڑپڑے ۔۱۲مارچ ۲۰۱۴ کو پارلیمنٹ نے وزیراعظم علی زیدان کو برطرف کرکے عبداللہ الثانی کووزیر اعظم نامزد کردیا ، تازہ بحران اسی کے بعد پیدا ہوا ، اسلام پسندوں اور سیکولرنواز عناصر کے درمیان مسلح

تصادم شروع ہوگیا، یہاں تک کہ ۳۰ اگست ۲۰۱۴ کو اسلام پسند جماعت فجر لیبیا کا دارالحکومت طرابلس پر قبضہ ہوگیا، اور سیکولر نواز وزیر اعظم عبداللہ الثانی مشرقی شہر طبرق کی طرف کوچ کرنے پر مجبور ہوئے، لیبیا کا ملک عملاً دو حصوں میں منقسم ہوگیا، راجدھانی اور ملک کے اکثر حصوں پر اسلام پسند جماعت فجر لیبیا کا قبضہ ہے، جبکہ کچھ تھوڑے سے مشرقی علاقے پر سیکولر نواز اپنی حکومت قائم رکھے ہوئے ہیں، ان دونوں کے درمیان محاذ آرائی مسلسل جاری ہے، امریکہ، اسرائیل اور یورپین ممالک کی پوری ہمدردی اور مکمل مدد سیکولر نواز عناصر کو حاصل ہے، ان کی خواہش ہے کہ سیکولر نواز عناصر پورے لیبیا پر غالب آجائیں اور پھر اسلام پسندوں کے خلاف سخت انتقامی کاروائی کر کے ان کو مکمل نیست و نابود کردیں۔

۱۹ اکتوبر ۲۰۱۵ء کو مراکش کے دارالحکومت رباط میں مراکشی فرمانروا کی ثالثی میں لیبیا کے دونوں فریقوں کو ایک سمجھوتے پر جمع کرنے کی کوشش کی گئی اور فائز السراج کا نام متحدہ قومی حکومت کے وزیر اعظم کی حیثیت سے پیش کیا گیا، لیکن اب تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوسکا ہے، لیبیا تادم تحریر دو متوازی حکومتوں میں بٹا ہوا ہے۔ (بشکریہ تعمیر حیات لکھنو)

منبرِ حقانیہ سے

خطبات مشاہیر

تقریباً پون صدی پر مشتمل عرصہ میں جامعہ حقانیہ میں آئے ہوئے اساطین علم و فضل و محدثین و مشائخ و اکابرین امت ارباب تصوف و سلوک، نامور خطباء و دعاۃ ائمہ رشد و ہدایت، مصلحین، سیاسی زعماء، اساتذہ و مشائخ جامعہ حقانیہ کے منبر و محراب پر کئے گئے خطبات و ارشادات کا مجموعہ جس کی ضبط و ترتیب و تبویب اور توضیح و تدوین کا کام

مولانا سمیع الحق مدظلہ

نے بذات خود انجام دیئے۔ ہزاروں صفحات اور دس جلدوں پر مشتمل علم و معرفت وعظ و ارشاد کا یہ عظیم الشان مجموعہ ...... قیمت: /۲۵۰۰ روپے بمع ڈاک خرچ

ناشر: موتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

رپورٹنگ: مولانا حبیب اللہ حقانی
مدرس جامعہ ابو ہریرہ نوشہرہ

تقریب دستار بندی وختم بخاری کا آنکھوں دیکھا حال

حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کا خطاب اور فضلاء سے عہد و میثاق

دارالعلوم حقانیہ اور اکوڑہ خٹک کا موسم بہار

۵ مئی ۲۰۱۶ بروز جمعرات جامعہ حقانیہ میں جلسہ دستار بندی اور تقریب ختم بخاری شریف کا انعقاد ہوا، چنانچہ اس روح پرور تقریب میں شرکت کیلئے ملک کے طول وعرض سے عوام وخواص کے قافلے بغیر کسی اطلاع اور اشتہار کے دارالعلوم حقانیہ کی طرف رواں دواں تھے' جن سے صرف دارالعلوم حقانیہ نہیں بلکہ اکوڑہ خٹک کے پورے قصبہ میں زبردست رونق اور گہما گہمی پیدا ہوگئی تھی، سارے علاقہ میں اہل علم وعمل کی آمد سے سڑکوں، بازاروں اور مسجدوں میں ایک عجیب بہار کا سماں تھا، یوں لگ رہا تھا کہ اکوڑہ خٹک کی وادی میں یکا یک آسمان سے سفید کپڑوں میں ملبوس جبہ ودستار سے مزین خوبصورت اور نورانی مخلوق اتر آئی ہو۔

پندرہ سو فضلاء کی دستار فضیلت

دارالعلوم حقانیہ کا ہر گوشہ اور ہر کمرہ اپنی رعنائی ودلکشی میں سجی ہوئی دلہن کا نظارہ پیش کررہا تھا چنانچہ جوں جوں دستار بندی کا وقت قریب ہوتا گیا طلباء دورہ حدیث کے چہروں پر شگفتگی کے گلاب کھلے جارہے تھے، بالآخر وہ مبارک گھڑی آہی گئی جس کے انتظار میں طلباء اوران کے متعلقین کئی سالوں سے منتظر تھے،تقریباً ۱۵۰۰ فضلاء دورہ حدیث، متخصصین اور حفاظ کرام کی جلسہ دستار بندی ہزاروں لوگوں کا عظیم اجتماع زیر تعمیر جامع مسجد مولانا عبدالحقؒ کے وسیع وعریض صحن میں ہوئی، جس کے باہر بھی دارالعلوم کے تمام میدان' مسجد اور درسگاہیں اور بالکونیاں' برآمدے لوگوں سے بھرے ہوئے تھے' بلکہ جامعہ سے باہر پانچ کلومیٹر تک جی ٹی روڈ کے اطراف بھی زائرین اور مہمانوں سے بھرے ہوئے تھے' ایک محتاط اندازے کے مطابق ڈیڑھ لاکھ سے زائد افراد موجود تھے،تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے کیا گیا۔اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا سید یوسف شاہ نے سرانجام دیئے۔تقریب کی غرض وغایت اور دارالعلوم حقانیہ کے تعلیمی

نظام اور خدمات کے حوالے سے نائب مہتمم جامعہ حقانیہ حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ نے مخاطبین کو روشناس کرانے کیساتھ ساتھ آنے والے مہمانوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ یہ دارالعلوم حقانیہ کی ۶۸ ویں تقریب ختم بخاری شریف ہے اور یہ والد محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے اخلاص، للّٰہیت، تقویٰ اور لازوال جدوجہد کا نتیجہ ہے کہ دارالعلوم حقانیہ بغیر کسی حکومتی امداد اور غیر ملکی فنڈز کے ملک وملت کیلئے ایک عظیم خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ سیاست سے لے کر میدان جہاد تک تدریس سے لے کر تصنیف تک، طریقت سے لے کر شریعت تک ہر میدان میں آپ کو حقانیہ کا فیض نظر آئے گا۔

مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آج دارالعلوم حقانیہ میں لاکھوں کا مجمع اس بات کا بین ثبوت ہے کہ اسلام اور اسلامی نظام پاکستان کا مقدر ہے۔ تاجکستان حکومت نے گزشتہ دنوں داڑھی پر پابندی لگائے۔ دینی مدارس کو تالے لگادئے، اسلامی شعائر کی توہین کی گئی، لیکن دارالعلوم حقانیہ کا فیض وہاں بھی پہنچا ہے۔ اور یہ تمام سیکولر لابیاں اپنے مقاصد میں کبھی کامیاب نہیں ہونگی۔

امام اہل سنت مولاہ شاہ احمد نورانی مرحوم کے فرزند رشید مولانا محمد شاہ اویس نورانی، صدر جمیعت علماء پاکستان نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ پاکستان میں ایک ڈکٹیٹر پرویز مشرف نے ملک کی سیاست کا بیڑہ غرق کردیا اس نے پرائی جنگ میں کود کر اور امریکہ کا حواری بن کر پورے پاکستان اور افغانستان کو کرب وغم میں مبتلا کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم پاکستان میں پرویز مشرف کی پالیسی کو مکمل طور پر رد کرتے ہیں، اور ان شاء اللہ دینی مدارس سے نکلنے والے یہ نوجوان پاکستان میں نظام مصطفیٰ کیلئے ہراول دستے کا کردار ادا کریں گے۔

سابق وفاقی وزیر اور مسلم لیگ ض کے صدر جناب اعجاز الحق نے اپنے خطاب میں کہا کہ میرے والد صدر ضیاء الحق مرحوم نے اسلامی بلاک کا جو خواب دیکھا تھا اور جہاد افغانستان کا جو نقشہ پیش کیا تھا انہی مدارس سے نکلنے والے یہ حقانی فضلاء اس کو عملی جامہ پہنائیں گے۔ انہوں نے اس عظیم اجتماع پر دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم اور دیگر منتظمین کو خراج تحسین پیش کیا۔ تقریب میں مولانا عرفان الحق نے موتمر المصنفین کی دونئی تصنیفات کا تفصیلی تعارف بھی کروایا۔

متفقہ قراردادیں

مولانا حامد الحق حقانی نے ختم بخاری سے پہلے درج ذیل قراردادیں پیش کیں:

(۱) ہم شام میں ہزاروں مسلمانوں کی ظالمانہ قتل عام کی بھرپور مذمت کرتے ہیں

(۲) شام میں فوری طور پر جنگ بندی کا اعلان کیا جائے اور مسئلے کا مذاکراتی حل نکالا جائے۔

(۳) انسانی حقوق کی تنظیمیں اپنے دو غلے معیار کو ترک کر کے شام، فلسطین، کشمیر اور افغانستان برما میں معصوم مسلمان بچوں اور عورتوں کے قتل عام کو روک دیں۔

(۴) یہ اجتماع افغانستان کے سربراہ اشرف غنی کے پاکستان کے خلاف ہرزہ سرائی کو مسترد کرتا ہے۔

(۵) حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ افغانستان کی آزادی کے لئے پاکستان نے تاریخی کردار ادا کیا ہے، افغانستان کے طالبان آزادی کی اس جدوجہد کو منزل تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ پاکستان اپنی سابقہ پالیسی پر کاربند رہ کر ان کے بارہ میں بیرونی دباؤ کو نظرانداز کرتے ہوئے طالبان سے اپنے اعتماد کے رشتوں کو مجروح نہ کرے۔

(۶) یہ اجتماع پاکستان کے بارہ میں غیر اسلامی اقدامات اور بیرونی ایجنڈا پر اسے لبرل اور سیکولر جمہوریہ بنانے کے ارادوں کی شدید مذمت کرتا ہے، اور لاکھوں کا یہ مجمع عہد کرتا ہے کہ اس ملک کے اسلامی تشخص کو ہر حال میں برقرار رکھا جائے گا۔

(۷) یہ عظیم اجتماع دینی مدارس کے بارہ میں حکمرانوں کی اسلام دشمن پالیسیوں اور علماء وطلبا مدارس کے پکڑ دھکڑ کی شدید مذمت کرتا ہے، مدارس امن وسلامتی کے گہوارے ہیں، مدارس کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔

(۸) یہ اجتماع وفاق المدارس العربیہ سے حکومت کے مذاکرات کے نتیجہ میں طے شدہ فیصلوں کو فوری عملی شکل دی جائے اور مدارس پر چھاپوں اور طرح طرح کے پریشان کرنے کا سلسلہ فوری روک دیا جائے۔

تمام سامعین نے بالاتفاق ہاتھ اٹھاتے ہوئے ان قراردادوں کی تائید وتصویب فرمائی۔

مولانا سمیع الحق کا خطاب

مولانا سمیع الحق صاحب نے بخاری شریف کے آخری سبق پڑھانے سے قبل تمام جدید فضلاء سے حلف لیا جو درج ذیل ہے:

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم أما بعد! ہم اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے لامتناہی ان گنت احسانات کا صمیم قلب سے شکرگزار ہیں کہ اس نے ہمیں اربوں بندوں میں قرآن پاک اور احادیث نبویہ ﷺ کی اشاعت وترویج کیلئے منتخب فرمایا اور دارالعلوم حقانیہ کے جلیل القدر مشائخ کرام اور اجلہ اساتذہ عظام سے علمی انوار پر برکات سے استفادہ کی نعمتوں سے نوازا پاکستان کی مایہ ناز اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم حقانیہ جو اسلامی علوم ومعارف کا عظیم قلعہ ہے دعوت وارشاد اور عزیمت وجہاد کا تمام عالم اسلام میں ایک منفرد مقام کا حامل ہے اس عظیم یونیورسٹی کے اساتذہ اور مدرسین سلف صالحین کے مثالی نمائندے ہیں ان

عبقری شخصیات کے علوم و معارف کا حظ وافر فراہم کیا ہے۔

ہم پورے وثوق و اعتماد کے ساتھ اعتراف کرتے ہیں کہ ہم دارالعلوم حقانیہ کے آغوش شفقت میں جن انعامات سے نوازے گئے ان کا حق تشکر ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ہم اپنے تمام اکابر اساتذہ اورشیوخ اور لاکھوں علماء کرام' اسلامی دانشوروں اور فرزندان توحید کے اس بے پناہ ہجوم میں اور اپنے اس عظیم مادر علمی کی پرشکوہ' منور فضاؤں میں رب العالمین جل جلالہ کے ساتھ پختہ عہد و میثاق کرتے ہیں کہ ہم اب اس عظیم امانت' وراثت نبویہ ﷺ قرآن و حدیث کے علوم و معارف کی ترویج و اشاعت میں اپنی حیاتِ مستعار کے لیل و نہار صرف کریں گے۔

ہمیں موجودہ تاریک المناک ناگفتہ بہ حالات کا پورا پورا احساس ہے کہ آج کفر وشرک کے علمبردار اور یہودیت کے شیاطین' استعماری قوتوں کے طواغیت نے اسلامی اقدار و روایات اور ان دینی جامعات و مساجد اور مدارس و مراکز کو اپنے جبر و استبداد سے نشانہ بنایا ہے اور ان دینی نشر گاہوں کے مہتممین و اراکین اساتذہ سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اپنے دلوں کی گہرائیوں' اپنی جانوں کو سدذوالقرنین بنا کر ان یاجوجی یلغار کے مقابلوں میں ہم اپنے اسلاف کرام کے نقش قدم پر انشاء اللہ قائم رہیں گے اور اپنی زندگی کو کتاب وسنت کی اشاعت اعلاء کلمۃ اللہ اور اسلامی نظام کے قیام کیلئے وقف کریں گے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس مادر علمی جامعہ دارالعلوم حقانیہ کو تا قیامت قرآن وحدیث کا عظیم قلعہ بنادے اور ہمیں اپنے سالار شریعت حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے نقش قدم پر دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور اس راستہ پر چلائے جو حضور اقدس ﷺ اور ان کے صحابہ و خلفائے راشدین نے بطور صراط مستقیم ہمارے لئے متعین فرمایا ہے آمین یا إله العالمین

تقریب حلف برداری اور بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھانے کے بعد مولانا سمیع الحق صاحب نے اجتماع سے تفصیلی خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا ہے اور اس کے 18 کروڑ غیور عوام کسی بھی صورت اس سرزمین پاک کو امریکہ اور مغرب کے ایما پر لبرل اور سیکولر مقاصد کے لئے استعمال نہیں ہونے دیں گے انہوں نے کہا کہ پاکستان کے تمام مسائل اور بحرانوں کا حل شریعت محمدی کا نفاذ ہے اور پاکستان کے 18 کروڑ عوام بندوق اٹھائے بغیر پرامن جمہوری اور آئینی جدوجہد کے ذریعہ اس ملک میں اسلامی نافذ کرا کے رہیں گے۔ اگر حکمرانوں نے ملک کی بنیادی اساس،عوام کو درپیش مسائل اور پاکستان کے بنیاد اسلامی نظریہ اور اسلامائزیشن پر توجہ دی ہوتی تو آج ہم قتل وغارتگری' تشدد اور انتہا پسندی جیسے دلدلوں میں

نہ پھنسے ہوتے اور نہ ہماری افواج کو آپریشن کرنے کی نوبت آتی انہوں نے کہا کہ تشدد اور قوت کا استعمال موجودہ مشکلات کا حل نہیں ۔یہ امر افسوسناک ہے کہ پاکستان کو درپیش نازک ترین چیلنجوں کے موقع پر حکمران اور تمام سیاستدان سردمہری اور چپ سادھ کر بیرون ممالک کے سیر سپاٹوں میں مصروف ہیں، یہ وقت پوری قوم کو سد سکندری بن جانے کا ہے اور ایسے وقت میں گروہی اور فرقہ ورانہ لڑائیوں اور باہمی جنگ و جدال کا ملک متحمل نہیں ہوسکتا ۔اسوقت عالم کفر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف متحد ہوچکا ہے۔اس کا مقابلہ صرف دینی قوتوں اور پوری امت مسلمہ کے اتحاد سے کیا جاسکتا ہے علماء کرام اور دین کے طلباء' دینی قوتیں ملت کی بقاء'امت کی سلامتی مذہب کی حفاظت' پاکستان اور عالم اسلام کی آزادی کی جنگ لڑ رہی ہیں ۔اسلام کے بارے میں مغرب کے منفی اور جھوٹے پروپیگنڈہ کا توڑ کرنے کیلئے اسلام کی اصل عادلانہ تصویر پیش کرنی چاہیے'اسلام دہشت گردی کا نہیں بلکہ امن کا ضامن اور انسانیت کی نجات کا پیغام ہے۔امریکہ نہ افغانستان سے اسلام اور بنیاد پرست ختم کرسکا ہے نہ وہ عراق شام اور پاکستان میں کامیاب ہوگا' پاکستان دنیا میں اسلام کا قلعہ ہے' سیکولر عناصر کے عزائم خاک میں ملا دیئے جائیں گے۔پوری امت کے اسلامی تشخص اور آزادی وسالمیت کیلئے دنیا بھر کے علما اور دینی قوتوں کے وحدت اور یکجہتی اور اس فیصلہ کن معرکہ میں اصل کردار حکمران اور سیاستدان نے نہیں رسول اکرم کے وارثین اور علم نبوت کے حاملین نے ادا کرنا ہے۔مدارس کے خلاف عالم کفر کا اتحاد بے معنی نہیں وہ مسلمانوں کو ان کی اصل تعلیمات سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔اگر حکمرانوں نے ان کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے تو خدانخواستہ یہ ملک تاشقند اور سمرقند بن جائے گا یا پھر یہاں شام اور عراق کی طرح خانہ جنگی پیدا ہوجائے گی۔مدارس اپنے طور پر تمام اصلاحات کررہے ہیں،تمام جدید تقاضوں کے مضامین ہمارے نصاب میں شامل ہیں۔حکومت کو اس صورتحال میں زور اور جبر کی بجائے ارباب مدارس سے مذاکرات اور افہام وتفہیم کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ اس وقت پاکستان میں تعلیم کا بھرم صرف دینی مدارس سے قائم ہے' حکمرانوں سے 65 سال میں اپنے تعلیمی نظام اور نصاب کی اصلاح نہ ہوسکی' اور اسے بالاخر اسلام دشمن بورڈوں کو ٹھیکے پر دے دیا جو ہمارے تعلیمی نظام سے اسلامی اثرات اور تعلیمات کو چن چن کر نکال رہے ہیں مگر پاکستان میں یہ کوششیں ہرگز کامیاب نہیں ہوسکیں گی۔امریکہ افغانستان سے جاتے جاتے پاکستان کو میدان جنگ بنانا چاہتا ہے۔اسلئے سب کو چوکنا رہنا ہوگا۔انقلاب اور تبدیلی کے نعروں میں حقیقت نہیں،انقلاب محمدی کے سوا کوئی انقلاب دیرپا اور کامیاب نہیں ہوسکتا۔ہم نے ہمیشہ شریعت کی جنگ لڑی ہے اور شریعت کے ذریعے اس ملک کی تقدیر بدل سکتی ہے۔اس وقت سب سے اہم مسئلہ پاکستان کے اسلامی تشخص اور نظریاتی حیثیت کا تحفظ اور اس کو غیروں کے تسلط سے نکالنا ہے،لبرل اور سیکولر بنانے کی کوششوں اور سازشوں کے سامنے بند باندھنا پوری

پاکستانی قوم کا فریضہ ہے۔اصل مسئلہ حکمرانوں کا رسوائے زمانہ کرپشن اور عالمی سکینڈل ہیں، بے ضرر اور بے بس علماء طلبا ائمہ مساجد پر ظلم اور بے جا قید وبند کے نتیجہ میں حکمرانوں پر پاناما لیکس جیسی آفتیں نازل ہورہی ہیں، پوری قوم کو رسوائے زمانہ کرپشن سیکنڈلوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہونا چاہیے۔تحفظ خواتین بل جیسے تمام لادینی اقدامات پر حکومت سے مذاکرات اور کمیٹیوں کے چکر میں پڑنے والے احمقوں کی جنت میں سو رہے ہیں، ان حالات میں دینی اور محب وطن قوتوں کو ۷۷ء جیسے تحریک نظام مصطفیٰ کے لئے تیار ہونا پڑے گا۔بخاری شریف کی آخری حدیث کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کا سارا نظم میزان اور وزن سے وابستہ کیا ہے کوئی بھی انسانی نظام مادہ پرستی ،سوشلزم ،کمیونزم ،کیپٹل ازم ،لبرل ازم کے فرسودہ نظام پر پورا نہیں اترتا ۔اس موقع پر دارالعلوم حقانیہ کے نائب مہتمم مولانا انوار الحق ،جمعیۃ علماء پاکستان کے مولانا اویس نورانی ،صدر ضیاء الحق شہید کے فرزند جناب اعجاز الحق اور اساتذہ دارالعلوم مولانا مغفور اللہ ،مولانا عبدالحلیم دیر بابا، ناظم اعلیٰ دارالعلوم حقانیہ الحاج مولانا اظہار الحق حقانی، لبنان کے شیخ محسن الرفاعی ،مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی، سابقہ وزیر تعلیم مولانا فضل علی حقانی ،مولانا حامد الحق حقانی، مولانا محمد ادریس ترنگزئی ،مولانا عبدالخالق راولپنڈی مولانا سید یوسف شاہ ،مولانا عبدالقیوم حقانی اور دیگر سینکڑوں علماء ومشائخ اسٹیج پر موجود تھے۔

مولانا سمیع الحق کی ڈائری اور علمی منتخبات

مولانا سمیع الحق کے سحر آمیز قلم سے ان کے بدو شعور سے اب تک لکھی جانے والی ذاتی ڈائریوں کی تلخیص اور خوب صورت انتخاب، جس میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور خود مولانا سمیع الحق کے معمولات، مشاہدات، احوال، اعزہ واقارب، اہل محلہ وگرد وپیش، عرب وعجم کے علماء وزعماء، قائدین امت سے ملاقاتیں اور اسفار، دارالعلوم حقانیہ میں تعلیمی، روحانی، سیاسی سرگرمیاں، واردین وصادرین، ملکی و بین الاقوامی سیاسیات پر پر مغز تبصرے اور تجزیے، علمی نکات، ادبی لطائف، تاریخی عجائب، مطلب خیز اشعار، معارف وحکم، تصوف وسلوک، دعوت و جہاد، ایک جہان دیدہ کی یادداشتیں، تقریباً پون صدی پر مشتمل تاریخ اور یاد ایام کا حسین مرقع۔۔

قیمت: ۵۰۰ روپے   رعایتی قیمت: ۲۵۰ روپے

از قلم
حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ

مرتب
مولانا حافظ محمد عرفان الحق اظہار حقانی

برائے رابطہ: 0345 9414977 - 0923 - 630435

جناب مرزا اسلم بیگ ٭

اللہ اور انسان

کلام پاک نور ہدایت ہے، علم کا خزانہ ہے، جتنا زیادہ اسے پڑھیں اور غور کریں تو آ گہی کے نئے نئے در کھلتے جاتے ہیں مثلاً تخلیق کائنات کا ایک تصور ہی لے لیں اور اس حوالے سے جو ارشادات ربانی ہیں ان پر غور کریں تو حیرت انگیز انکشافات سامنے آئیں گے۔ اور خصوصا اللہ اور انسان کے درمیان قربت کا احساس دل کی دھڑکنوں میں سنائی دینے لگے گا۔ یہی وہ حقیقت ہے جو مختصرا بیان کی گئی ہے۔ جب کچھ بھی نہ تھا تو اللہ تھا، انسان ایک خیال تھا جس کیلئے کائنات تخلیق کرنا مقصودالٰہی تھا۔ اللہ نے حکم دیا کن فیکون تو یہ کائنات وجود میں آ گئی؛ ارشاد ربانی ہے:

☆ اللہ تعالی وہ ہے جس نے آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو چھ دن میں پیدا کر دیا پھر عرش پر قائم ہوا۔ تمہارے لئے اس کے سوا کوئی مددگار اور سفارشی نہیں۔ کیا اس پر بھی تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ (السجدہ:۳۲)

☆ اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو ان میں ہے سب کو چھ دن میں بنا ڈالا اور ہمیں ذرا بھی تھکان نہیں ہوئی۔ (ق:۵۰)

☆ اللہ ہی تو ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور ویسی ہی زمینیں جن میں اللہ کے احکام اترتے رہتے ہیں۔ (الطلاق:۶۵)

مزید وضاحت کیلئے اللہ تعالی نے زمان و مکان کے حوالے سے تخلیق کائنات کا عمل بیان فرمایا ہے:

آپ کہہ دیجئے کہ تم اس اللہ کا انکار کرتے ہو اور اس کے شریک مقرر کرتے ہو جس نے دو دنوں میں زمین پیدا کر دی۔ سارے جہانوں کا پروردگار وہی ہے۔ اور اس نے زمین میں اس کے اوپر پہاڑ گاڑ دیے اور اس میں برکت رکھ دی اور اس میں رہنے والوں کی غذاؤں کی تجویز بھی مقرر کر دی، کل چار دنوں میں ۔ پھر آسمانوں کی طرف متوجہ ہوا جو دھواں تھا۔ پس اسمانوں اور زمین سے فرمایا

٭ سابق چیف آف آرمی سٹاف پاکستان

کہ تم دونوں خوشی سے آملو یا ناخوشی سے۔ دونوں نے عرض کیا ہم بخوشی حاضر ہیں۔ پس دو دنوں میں سات آسمان بنا دیے اور ہر آسمان میں اس کے مناسب احکام کی وحی بھیج دی اور ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے زینت دی اور اس کی نگہبانی کی۔ یہ تدبیر اللہ غالب و دانا کی ہے۔ (حم السجدہ: ۹ تا ۱۲)

قابل غور بات یہ ہے کہ سب سے پہلے اللہ نے انسان کیلئے دنیا تخلیق کی دنیا جو کائنات کے مقابلے میں ایک ذرہ کے برابر ہے۔ اس کو بنانے میں دو دن لگے یعنی ہمارے دو ہزار سال۔ پھر اسے انسان کیلئے قابل زیست بنانے میں اسے سنوارنے اور سجانے میں مزید دو دن لئے یعنی کل چار ہزار سال اور باقی دو دنوں میں ساری کائنات تخلیق کر دی اور آسمان دنیا کو چاند اور ستاروں سے روشن کر دیا اور آسمانوں اور زمین کی تمام نعمتیں انسان کیلئے مسخر کر دیں۔ آسمان دنیا پہلا آسمان ہے جس کی وسعتوں کا اندازہ انسان اب تک نہیں لگا سکا ہے۔ اس کے آگے چھ آسمان اور بھی ہیں جہاں عرش بریں ہے۔ اس جہان کی وسعتوں کا اندازہ لگانا ناممکن ہے جو انتہائی رفتار سے اپنے مرکز کی جانب بڑھتا اور پھیلتا جا رہا ہے۔ یہ پھیلاؤ ہزاروں نوری سال پر محیط ہے۔ وہ مرکز کیا ہے؟ اللہ ہے جس کی جانب ساری کائنات سمٹ رہی ہے۔

انسانی تحقیق کے مطابق تخلیق کائنات کا عمل آج سے 14.4 ارب سال پہلے واقع ہوا جسے ہم Big Bang کہتے ہیں۔ پھر آٹھ ارب سال تک یہ کائنات اللہ کے حکم سے بنتی رہی سنورتی رہی جہاں زندگی کے آثار نمایاں ہوئے اور مزید چھ ارب سال کی مدت میں زندگی نے انسان اور دوسری مخلوق کی شکل اختیار کی۔ یہاں تک کہ آج سے تقریباً چھ لاکھ سال قبل انسان اپنے دو پیروں پر چلنے والا بن گیا۔ انسان کو مہذب اور باشعور بننے میں مزید چھ لاکھ سال کی مدت درکار تھی تا کہ وہ احکامات خداوندی کو سمجھ سکے۔ یہ مدت بڑی اہم ہے اسلئے کہ اسی مدت میں اللہ تعالیٰ نے کتنے پیغمبر اور نبی بھیجے جو انسانوں تک اللہ کی ہدایت پہنچاتے رہے۔ اسی عرصے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم و حوا کو دنیا میں اپنا نائب بنا کر نازل فرمایا۔ نزول آدم خاکی اللہ کی اس سوچ سے عبارت ہے جو تخلیق کائنات کا سبب بھی ہے اور انسان کی عظمت کی دلیل بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو مٹی سے اپنے ہاتھوں سے بنایا اور اس میں اپنی روح پھونک دی۔ علم سکھایا اور وہ مقام عطا کیا جو صرف اللہ کی ذات کیلئے ہے یعنی صرف ایک دفعہ انسان کو معبود کا درجہ عطا کیا۔ فرشتوں اور جنات کو حکم دیا کہ سجدہ کرو۔ ابلیس نے انکار کیا فرشتوں نے عرض کی یارب! ہم دن رات آپ کی عبادت کرتے ہیں ہر حکم بجا لاتے ہیں اور تو انسان کو اختیار دے کر اور اپنا نائب بنا کر

دنیا میں بھیج رہا ہے وہ تو بڑا فتنہ پھیلائے گا ۔ اللہ تعالی نے فرمایا تمہاری خدمات ناکافی ہیں ۔ مجھے اس سے بھی آگے کچھ مقصود ہے ۔ میں انسان کو بااختیار اور اپنا نائب بنا کر دنیا میں کیوں بھیج رہا ہوں میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے ۔ (البقرہ:۳۰)

فرشتے اور جنات انسان کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے ۔ ابلیس نے نافرمانی کی اور تا قیامت انسانوں کو گمراہ کرنے کی اجازت مانگ لی

انسان ابھی رحم مادر میں ہوتا ہے کہ روح داخل ہوتی ہے اور اس کا دل دھڑکنے لگتا ہے زندگی سانس لینے لگتی ہے ۔ روح کیا ہے؟ روح اللہ کی شان ہے ۔ (بنی اسرائیل:۸۵) اور میں تمہارے اور دل کے درمیان حائل ہوں ۔ (الانفال:۲۴)

یہی سبب ہے کہ ہمارے دل کی ہر دھڑکن حق حق حق پکارتی ہے ۔ انسان کی تخلیق پر اللہ خود نازاں ہے کہ: کیسی بہترین صورتیں بنائی ہیں ۔ (التین:۴) کیسی پاکیزہ صورتیں بنائی ہیں (التغابن:۳) اور ہم ہیں کہ اپنی صورتیں بگاڑ لی ہیں ۔

اللہ تعالی نے انسان کو بااختیار بنا کر ایک ایسے مقام (Choice Point) پر لا کھڑا کیا ہے جہاں سے متعدد راستے نکلتے ہیں جن میں سے صرف صراط مستقیم کو منتخب کرکے اس پر چلنے کا امتحان ہے جس کیلئے روشن کتاب عطا کی جو مکمل ہدایت ہے ۔ رسول عطا کیا ہے جو مشعل راہ بھی ہیں اور نشان منزل بھی ۔ خالق کائنات نے انسان کو اتنا بڑا شرف بخشا ہے تو اسے ایک مشکل امتحان میں بھی ڈال دیا کہ وہ مقصود الٰہی کو سمجھے ، صحیح راستہ اختیار کرے اور حق ادا کرے یہی رضا الٰہی ہے اور راہ نجات بھی ہے ۔ اللہ تعالی نے بار بار ہم انسانوں کو آگاہ کیا ہے کہ اس عالی مقام تک پہنچنے کیلئے ہم نے تمہیں کان عطا کئے ہیں تم سنتے نہیں آنکھیں دی ہیں تم دیکھتے نہیں دل دیا ہے تم سوچتے نہیں ۔ (الاعراف:۱۷۹)

اللہ نے یہ نہیں کہا کہ تمہیں دماغ عطا کیا ہے تم سوچتے نہیں اور ہم ہیں کہ صرف دماغ سے سوچتے ہیں دل سے رجوع نہیں کرتے اگر ہم دل سے رجوع کرنے کا سلیقہ اپنا لیں تو ہم اپنی منزل پالیں گے ۔

مولانا حامد الحق حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

دارالعلوم کے شب و روز

جلسہ دستار بندی وتقریب ختم بخاری شریف

مورخہ ۵رمئی ۲۰۱۶ء بروز جمعرات کو دارالعلوم حقانیہ میں ۶۹ ویں تقریب ختم بخاری شریف اور جلسہ دستار بندی کا انعقاد ہوا۔ حسب روایت اس سال بھی اس مبارک تقریب میں ہزاروں افراد نے شدید گرمی کے باوجود شرکت کی۔ اس موقع پر ڈیڑھ ہزار فضلاء متخصصین اور حفاظ کرام کی دستار بندی ہوئی ۔ دوپہر دو بجے باقاعدہ تقریب کا آغاز ہوا سب سے پہلے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے بخاری شریف کی آخری حدیث پر سیر حاصل خطاب فرماتے ہوئے فضلاء کو اپنی نئی ذمہ داریاں سنبھالنے کیلئے تیار رہنے کی تلقین کی۔ دارالعلوم کے نائب مہتمم استاذ حدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب مدظلہ نے حاضرین اور معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور خطاب فرمایا۔ اس مبارک تقریب میں ملک کے اہم علماء کرام اور مشائخ عظام ،قدیم حقانی فضلاؤں نے بھی شرکت فرمائی۔ جلسہ دستار بندی میں جمعیۃ علماء پاکستان کے مولانا اویس نورانی ،صدر ضیاء الحق شہید کے فرزند جناب اعجاز الحق ، لبنان کے شیخ محسن الرفاعی ، اساتذہ دارالعلوم حقانیہ ،ناظم اعلیٰ الحاج اظہار الحق حقانی، مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی، مولانا فضل علی حقانی، شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس ، مولانا عبدالخالق راولپنڈی ،مولانا عبدالقیوم حقانی ،قاری محمد اخلاق مدنی، پیر محمد اظہار حقانی اور دیگر بھی شامل تھے۔

دارالعلوم کے سالانہ امتحانات اور تعطیلات

مورخہ ۳۰راپریل ۲۰۱۶ء کو دارالعلوم کے تمام درجات کے سالانہ امتحانات شروع ہوئے ۔ بحمداللہ امتحانات بخیروخوبی اساتذہ کرام کی نگرانی میں اختتام پذیر ہوئے پھر دستار بندی وتقریب ختم بخاری شریف کے بعد ۷رمئی ۲۰۱۶ء بروز ہفتہ وفاق المدارس کے زیر انتظام امتحانات ہوئے اور ۶ دن جاری رہنے کے بعد اختتام پذیر ہوئے اور دارالعلوم میں سالانہ ڈھائی ماہ کی تعطیلات کا آغاز ہوگیا۔

دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کا اہم اجلاس

۱۷راپریل بروز اتوار ۲۰۱۶ء کو جامعہ دارالعلوم حقانیہ کا مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس حضرت مہتمم مولانا سمیع الحق

صاحب مدظلہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت قران مجید کے بعد نائب مہتمم حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور شوریٰ کے اغراض و مقاصد اور ایجنڈا پیش کیا۔ بعد میں باضابطہ طور پر حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ مہتمم جامعہ نے سال ۳۶۔۱۴۳۵ھ کے آمد و خرچ کا تفصیلی میزانیہ پیش کرتے ہوئے جامعہ حقانیہ کے ملکی علمی و دینی خدمات پر سیر حاصل روشنی ڈالی اور ادارہ ہذا کی قبولیت عامۂ روزافزوں ترقی کو اللہ کا خصوصی انعام اور جامعہ کے بانی اور اسکے مخلص ساتھیوں اور معاونین کا عظیم کارنامہ قرار دیا۔

سال گزشتہ کے آمد اور اخراجات کے بعد سال ۱۴۳۷ھ کیلئے مطلوبہ بجٹ جوکہ سال کے لازمی اور روزمرہ کے اخراجات پر مشتمل تھا' شوریٰ کے سامنے پیش فرمایا۔ اس کے علاوہ ادارہ کے بعض اہم ترین اور فوری نوعیت کے عزائم و منصوبے اراکین شوریٰ کو متوجہ فرمایا۔ اراکین شوریٰ نے دارالعلوم حقانیہ کے کارہائے نمایاں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اپنے بہترین آراء و تجاویز سے ادارہ کے منتظمین کو نوازا۔ اس عزم کا اظہار فرمایا کہ حقانیہ کی مزید ترقی و استحکام کیلئے ہم ایک بار پھر حضرت شیخ الحدیثؒ کے مخلص رفقاء کا کردار ادا کرنے کی کوشش کریں گے۔ شوریٰ نے سالانہ بجٹ کے منظوری کیساتھ آئندہ عزائم کے ابتدائی اخراجات کے طور پر منظوری توکلا علی اللہ بامید آمد اس یقین کیساتھ دی کہ اللہ تعالیٰ اہل خیر کے ذریعہ اسکے مہیا کرنے کی صورتیں پیدا فرماویں گے۔ بعد میں مہمانوں کی ضیافت کیلئے ظہرانے کا انتظام کیا گیا۔

حضرت مہتمم صاحب کے اسفار

☆ ۱۰۔ اپریل کو حضرت مہتمم صاحب نے حضرو میں مدرسہ تعلیم القرآن میں جلسہ دستار بندی و ختم بخاری شریف سے خطاب فرمایا۔

☆ ۲۰۔ اپریل کو مہتمم صاحب نے جامعہ سراجیہ راولپنڈی میں علماء و طلباء سے خطاب فرمایا، اسی دن مولانا پیر نقیب الرحمٰن سجادہ نشین عیدگاہ شریف سے ملاقات کی۔

☆ ۲۷۔ اپریل کو مدرسہ خیر المدارس پار ہوتی مردان میں جلسہ دستار بندی و ختم بخاری سے خطاب فرمایا اور شہباز گڑھی مردان میں مولانا مفتی سجاد حجابی کے ذاتی مکتبہ کا دورہ کیا اور اُسی روز جامعہ قاسمیہ مہاجر کیمپ اکوڑہ خٹک میں مفتیان کرام کی دستار بندی سے بھی خطاب فرمایا۔

☆ ۲۸۔ اپریل کو دارالعلوم حنفیہ چکوال میں خدمات عبدالرحمٰن قاسمی کانفرنس میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور تفصیلی خطاب فرمایا۔

☆ یکم مئی کو موضع کاہی نظام پور میں جلسہ دستار بندی سے خطاب فرمایا۔

☆ ۲ مئی کو دارالعلوم مدنیہ ڈسکہ سیالکوٹ میں درس بخاری اور استحکام پاکستان اور مدارس دینیہ کانفرنس

سے خطاب فرمایا۔

☆ ۴ مئی کو شبقدر میں مدرسہ رحمانیہ میں جلسہ دستار بندی سے مہتمم صاحب نے تفصیلی خطاب فرمایا۔

☆ ۱۷ مئی کو مٹہ مغل خیل شبقدر میں جامعہ محمدیہ میں ختم بخاری شریف کروایا ،مولانا حق نواز حقانی مہتمم مدرسہ کی دعوت پر علماء وفضلاء حقانیہ سے تفصیلی خطاب فرمایا

قدیم جامع مسجد مولانا عبدالحقؒ کی تاریخی محراب کی نئی جامع مسجد کے تہ خانے میں منتقلی اور تنصیب

دارالعلوم کی ۶۰ رسالہ قدیم اور خوبصورت ترین تاریخی مسجد کو پچھلے رمضان میں نئی مسجد کی تعمیر کی وجہ سے شہید کردیا گیا تھا لیکن مسجد کے ہال کے خوبصورت چار سے زائد منقش مصلے محفوظ کر لئے گئے تھے ،اس کے ساتھ ساتھ اس کے تاریخی محراب کو ثابت نکال کر بحفاظت تقریباً دو سو فٹ دور لے جاکر نصب کرنا انجینئرنگ کے لحاظ سے ناممکن تھا، لیکن الحمدللہ ،اللہ تعالیٰ کی نصرت اور حاجی مسعود (ماہر معمار) کی شبانہ روز کوششوں سے یہ فنی اور تاریخی معجزہ اس صورت میں رونما ہوا کہ چالیس ٹن وزنی محراب کو یہاں سے کاٹ کر مختلف مشینوں ،آلات کے ذریعے آہستہ آہستہ اٹھا اور گھسیٹ کر نئی جگہ پر دستار بندی کے روز ۵ مئی ۲۰۱۶ء کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نصب کردیا گیا اور بروز جمعہ حضرت مہتمم مولانا سمیع الحق صاحب نے اس میں نماز جمعہ پڑھا کر اس کا افتتاح کردیا۔محراب کی منتقلی کے فنی ،تکنیکی اور مالی معاونت کے سلسلے میں ہم ٹھیکیدار جناب الحاج دلاور خان صاحب، جناب طارق خٹک صاحب ، جناب روحیل خٹک صاحب ، جناب حسن صاحب بربان، جناب سردار صاحب، جناب زاہد صاحب مردان، جناب احمد صاحب آدمزئی، جناب زاہد صاحب اکوڑہ خٹک ، جناب ایوب ناظم ،جناب طارق (پی ٹی سی)، جناب انجینئر نور افضل صاحب، جناب منشی جعفر شاہ اور ویلڈر طارق ،محمد عمران وغیرہ معاونین کا خصوصی شکریہ ادا کرتے ہیں جن کی کوششوں سے یہ تاریخی فن تعمیر کا اثاثہ محفوظ اور منتقل ہوا۔

مدرس جامعہ حقانیہ مولانا رشید احمد سواتی صاحب کی والدہ کی وفات

۲۱ اپریل کو مولانا رشید احمد سواتی استاد الحدیث جامعہ حقانیہ کی والدہ ایک روڈ ایکسڈنٹ میں انتقال فرماگئیں ،نماز جنازہ حضرت مولانا انوار الحق صاحب نے پڑھائی ۔اسی طرح نئی مسجد کے اکاؤنٹنٹ حاجی ماصل خان بابا کی جوانسالہ بیٹی بھی گزشتہ حادثاتی طور پر انتقال کرگئی تھیں،اسی طرح دارالعلوم کے مدرس مولانا ہلال احمد کی چچی جان بھی گزشتہ دنوں وفات پاگئیں تھیں،ان کی تعزیت کیلئے حضرت مولانا انوار الحق صاحب ،مولانا راشد الحق ،مولانا یوسف شاہ ،مولانا عرفان الحق ،صاحبزادہ اسامہ سمیع اور دیگر اساتذہ کرام ،ناظم محمد عالمگیر، عارف اور محمد ادریس پسماندگان سے تعزیت کیلئے گئے ۔

جامعہ کے نئے تعلیمی سال ۳۷-۱۴۳۶ء بمطابق ۱۶-۲۰۱۵ء کے داخلوں کا شیڈول

درس نظامی

تاریخ	ایام	درجات
۱۰رشوال ۱۴۳۷ھ بمطابق ۱۴رجولائی ۲۰۱۶ء	جمعرات	تمام درجات کے قدیم طلباء (اعدادیہ تا دورہ حدیث)
۱۲رشوال ۱۴۳۷ھ بمطابق ۱۶رجولائی ۲۰۱۶ء	ہفتہ	جدید دورہ حدیث شریف
۱۳رشوال ۱۴۳۷ھ بمطابق ۱۷رجولائی ۲۰۱۶ء	اتوار	جدید دورہ حدیث شریف
۱۴رشوال ۱۴۳۷ھ بمطابق ۱۸رجولائی ۲۰۱۶ء	پیر	اعدادیہ، متوسطہ، اولی، ثانیہ، دورہ حدیث شریف
۱۵رشوال ۱۴۳۷ھ بمطابق ۱۹رجولائی ۲۰۱۶ء	منگل	ثالثہ، رابعہ، خامسہ، دورہ حدیث
۱۶رشوال ۱۴۳۷ھ بمطابق ۲۰رجولائی ۲۰۱۶ء افتتاح	بدھ	تکمیل، سادسہ
۱۷رشوال ۱۴۳۷ھ بمطابق ۲۱رجولائی ۲۰۱۶ء	جمعرات	موقوف علیہ

شعبہ حفظ

درجہ حفظ میں داخلہ کے خواہشمند طلباء کی درخواستیں ۱۵رمضان بمطابق ۲۰۔جون سے ۱۳رشوال بمطابق ۱۷۔جولائی تک دفتر اہتمام میں جمع کی جائیں گی۔ حفظ کے خواہشمند طلباء کا ٹیسٹ اور انٹرویو وغیرہ ۱۳۔۱۴ شوال بمطابق ۱۷۔۱۸ جولائی بروز اتوار۔پیر صبح 9:00 کو دارالعلوم حقانیہ میں ہوگا (امسال شعبہ حفظ کا داخلہ دارالعلوم حقانیہ کی تعلیمی کمیٹی اور دارالحفظ کے اساتذہ کی مشترکہ نگرانی میں ہوگا)۔ صرف وہ امیدوار درخواست دیں جو قرآن ناظرہ سے پڑھ چکے ہوں۔ عمر ۱۳ سال سے متجاوز نہ ہو۔ دو پارے پہلے سے یاد کرنے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔

درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء

درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کیلئے داخلہ درخواست ۱۴ شوال بمطابق ۱۸۔ جولائی بروز پیر تک دفتر اہتمام میں جمع کرائی جائیں گی اور انٹری ٹیسٹ ۱۴۔شوال بمطابق ۱۸۔ جولائی بروز پیر صبح 9:00 بجے ہوگا۔

نوٹ:۱ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کا دورانیہ 2 سال ہوگا۔

نوٹ:۲ امسال درجہ اعدادیہ سے لیکر بشمول درجہ سادسہ اسباق اردو میں بھی پڑھائے جائینگے۔ لہٰذا اردو زبان سمجھنے والے طلباء کرام داخلہ لے سکتے ہیں۔ درجہ متوسطہ میں وہ طلباء داخلہ لینگے جو کہ ساتویں جماعت پاس ہو۔

نوٹ:۳ داخلہ کے خواہشمند طلباء کیلئے نادرا شناختی کارڈ کا ہونا لازمی ہے اور جو امیدواران نابالغ ہیں وہ اپنے والد صاحب کا نادرا شناختی کارڈ ضرور لائیں اور ساتھ تین عدد پاسپورٹ سائز رنگین تصاویر بھی ضروری ہیں

نوٹ:۴ امسال دارالعلوم حقانیہ میں شعبہ تجوید کا الگ شعبہ ہوگا جس میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نصاب کے مطابق حفاظ کیلئے دو سالہ کورس اور علماء کرام کیلئے یک سالہ کورس پڑھایا جائیگا

نوٹ:۵ ہر درجہ میں داخلہ کیلئے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحتانی درجات کے اصلی سندات کا برائے معائنہ دکھانا لازمی ہے اور ساتھ ان ہی اسناد کے دو عدد فوٹو سٹیٹ بھی لانا ضروری ہے۔

نوٹ:۶ تمام قدیم طلباء کرام کا داخلہ رجسٹریشن کارڈ پر ہوگا لہٰذا قدیم طلباء کرام اپنے ساتھ رجسٹریشن کارڈ ضرور لائیں۔

نوٹ:۷ جو غیر ملکی طلباء کرام جامعہ میں داخلہ کے خواہش مند ہوں وہ پاکستانی ویزہ اور دیگر ضروری دستاویزات اپنے ساتھ ضرور لائیں۔

دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کا باضابطہ آغاز ان شاءاللہ ۱۶ شوال ۱۴۳۷ھ بمطابق ۲۰ جولائی ۲۰۱۶ء بروز بدھ ہوگا

محمد اسرار ابن مدنی
نائب مدیر الحق

تعارف وتبصرہ کتب

• صحبتے با شیخ مدنیؒ (مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہؒ)......مؤلف: مولانا عرفان الحق

ضخامت: ۱۴۴ صفحات   قیمت: پچاس روپے   ناشر: مؤتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ

حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ کی حیات وخدمات پر ماہنامہ "الحق" کی خصوصی اشاعت کے علاوہ حقانیہ سے مولانا عرفان الحق کا مرتب کردہ ایک کتابچہ بھی انہی دنوں منصۂ شہود پر آیا ہے، جس میں حضرت شیخ کی سوانح کے علاوہ اُن کے ملفوظات، پسندیدہ اشعار اور اُن کے نام شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے گرانقدر قیمتی مکتوبات بھی جمع کئے گئے ہیں۔ جس پر مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا پیش لفظ درج ذیل ہے:

محبی و مخلصی حضرت مولانا شیر علی شاہؒ کی رحلت سے دارالعلوم حقانیہ اور پوری ملت مسلمہ کا ناقابل تلافی نقصان ہوا۔ ان کا غم تادم تحریر تازہ ہے، ان ہی ایام میں آپ کے ہونہار تلامذہ، وفضلاء حقانیہ نے ان کے درسی افادات مجالس، مواعظ اور بیش قیمت افادات کو مرتب کرکے غمزدگان کیلئے غم کے تدارک اور تسکین قلب کا سامان بہم پہنچانے کی عمدہ کوشش کی ہے، ان خوش نصیبوں میں آج میرے برادرزادہ و داماد عزیزم مولانا عرفان الحق حقانی سلمہ بھی شامل ہورہے ہیں، جنہوں نے حضرتؒ کی مختصر سوانح، ملفوظات، والد بزرگوارم حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے مکتوبات اوران کے ذوق شعری کا کچھ حصہ ترتیب دیا ہے جو کہ عجالہ نافعہ کی حیثیت رکھتا ہے، حضرت محبی وخلیلیؒ کی مجلس اور درس ظرافت و لطافت، تاریخی واقعات، علمی نکات اور دلیل و برہان کا مجموعہ ہوتی تھی ہر پڑھنے والا ان صفات کا مشاہدہ بچشم خود کرے گا۔ بڑی بڑی کتابوں میں وہ قیمتی نکات ناپید ہوں گے جو حضرت قدس سرہ اپنے تلامذہ واحباب واصحاب مجلس کے سامنے مختصر وقت میں پیش کرتے تھے، کتاب کی ورق گردانی سے اس کی افادیت عمدگی اور حلاوت محسوس ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ عزیزم کی یہ محنت قبول فرماکر مزید علمی، ادبی وروحانی خدمات وترقیات کا پیش خیمہ بنادے۔ امین

• محمد رسول اللہ المعروف بہ سیرۃ الرسول ......حضرت مولانا قاضی فضل اللہ

ضخامت۔ ۵۳۶ صفحات   ناشر: مکتبہ شیخ الہند شیرین مارکیٹ شھنڈ کوئی صوابی

نبی پاکؐ کی محبت ایمان کا جزء لاینفک ہے اور آپ کے ارشادات کی روشنی میں آپ کی محبت وعقیدت کا سب سے

زیادہ ہونا مطلوب شرعی وفرض ہے، اسی مؤدت کو بڑھانے کیلئے آپ کی جمیلہ وخصائل حمیدہ جو ہردل عزیز ہیں۔اس غرض کے لئے شیخ التفسیر والحدیث مولانا قاضی فضل اللہ صاحب نے محمد رسول اللہ المعروف بہ سیرۃ الرسول مرتب کی، جونہایت جامع اور مختصر سیرت ہے جسے ہزار کتابوں کی ورق گردانی سے حاصل کیا جاتا ہے۔ کتاب کے مرکزی مضامین عرب اسلام سے پہلے اور بعد ،تاریخ عرب ،قبائل عرب ،اقسام عرب، تاریخ قریش، جہلائے عرب میں آپ ؐ کی پیدائش ،دن وموسم قبل المبوت آپ ؐ کی صفات ، پہلی وحی اور لفظ اقراء میں سیر حاصل بحث ،دعوت وطریقہ دعوت، تذکرہ یار غارواصحاب، اسلام میں صحابہ پر مشکلات قرآنی آیات کی روشنی میں ،ہجرت حبشہ، سفر طائف ویثرب ،واقعہ اسراء والمعراج میں واقع اشکالات کے بہترین جوابات جسمانی ہونے پر دلائل اوردفع تعارض ،بیعت عقبہ اولی رؤیا پر تحقیق ،ہجرت مدینہ ،تعمیر مسجد قباء، دنیائے انسانیت میں سب سے پہلے لکھا جانے والا آئین میثاق مدینہ ،تحویل قبلہ، اذان، رمضان اور غزوات وسرایا وغیرہ شامل ہیں۔ یہ کتاب بہترین ٹائٹل ،مضبوط جلد بندی ،اعلیٰ کاغذ پر مشتمل ہے۔قاضی صاحب کی یہ کتاب قابل صد تحسین ہے لیکن اگر حوالہ جات اور مصادر ذکر کرتا تو معیار کتاب میں مزید اضافہ کرتا۔ اللہ تعالیٰ انکی اس کاوش کو قبول خاص وعام فرمائے۔ (مبصر: حزب اللہ جان)

- **قرآنی صفوۃ المصادر** .... مؤلف: مولانا محمد طارق

ضخامت: ۲۶۴ صفحات ناشر: مکتبہ الرحمت خان پور ضلع رحیم یار خان

علم صَرف میں مولانا مشتاق احمد چرتاولیؒ کی کتاب صفوۃ المصادر درس نظامی میں معروف ومشہور ہے۔ بیشتر اساتذہ وطلباء اسے ایک معاون کتاب کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ مقام شکر ہے کہ مولانا محمد طارق مدرس جامعہ عبداللہ ابن مسعود خانپور نے صفوۃ المصادر کے طرز پر قرآنی صفوۃ المصادر ترتیب دی جس میں علم صَرف کے مصادر قرآن مجید میں مستعمل ہیں ان تمام ابواب کے مصادر کو ہفت اقسام کی ترتیب پر جمع کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تمام افعال قرآنی اور اسماء قرآنی کے مصادر بھی دئے گئے ہیں۔ جید علماء کرام کی تقریظات سے مزین یہ کتاب علم صرف سے شغف رکھنے والا اساتذہ کرام وطلباء کیلئے قیمتی تحفے سے کم نہیں۔ کتاب حاصل کرنے کیلئے اس نمبر پر رابطہ کیجئے 0333-7335521

- **راہزن** .... مرتب: مولانا طیب طوفانی

ضخامت: ۸۰ صفحات ناشر: الحسن اکیڈمی سرائے نورنگ ضلع لکی مروت

مولانا طیب طوفانی نوجوان عالم دین اور ختم نبوت کے متحرک کارکن ہیں، زیر تبصرہ کتابچہ راہزن انہوں نے چند متجد دین کی رد میں بعض اہل علم کے مضامین کو جمع کیا ہے جس میں مولانا مفتی سعید احمد

جلالپوریؒ،مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ،مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی وغیرہ کے مضامین کا مجموعہ ہے۔جن حضرات کے افکار ونظریات کو ہدف تنقید بنایا گیا ہے اس میں سے ڈاکٹر ذاکر نائیک، گوہر شاہی، جاوید احمد غامدی، زید زمان حامد، غلام احمد پرویز اور جناب عبدالستار ایدھی شامل ہیں۔ اگرچہ بعض مضامین کے اسلوب سے مسلکیت جھلکتی ہے مگر مجموعی طور جانب مخالف کے مؤقف کو ایک خاص نقطہ نظر سے سمجھنے میں معاون ہیں۔کتاب حاصل کرنے کیلئے اس نمبر پر رابطہ کیجئے 0310-3005313

- **مجموعہ وظائف**............مولفین: علماء ومدرسہ مکتبہ بیت العلم

ضخامت: ۵۵۱صفحات ناشر: مکتبہ بیت العلم اردو بازار کراچی

زیر تبصرہ کتاب ''مجموعہ وظائف'' جسے مدرسہ بیت العلم کے اساتذہ نے قرآن وسنت میں بکھرے ہوئے اوراد وظائف اور معمولات جمع کر کے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی،اگر ایک مسلمان ان وظائف ،اوراد اور معمولات کو اپنا معمول بنالیں تو انکی ساری پریشانی دور ہوسکتی ہے اوردل کو نور اور ساتھ انکی فضیلتوں کا ثواب بھی ملے گا۔ مرتبین نے ان تمام وظائف اور اوراد معمولات کو کتابی شکل میں جمع کر کے امت کے نوجوانوں، بزرگ اور خواتین پر احسان کیا ساتھ ہی ساتھ ہر وظیفہ کے ترتیب اور عبارت کا اردو ترجمہ بھی کیا، یہ کتاب عام فہم اور سادہ زبان میں لکھی ہے امید ہے کہ اس سے لوگوں مستفید ہونگے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبولیت سے نوازے۔ (مبصر: اسلام حقانی)

- **قرآنی معلومات**............مولف: گروپ کیپٹن (ر) عبدالوحید خان

قرآنی معلومات پر مشتمل یہ مجموعہ اردو میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔ قرآن پاک کی تقسیم، علامات آیات ،حروف مقطعات ،سورتوں کی فہرست ،سجدوں کا ذکر ،اہم قرآنی دعائیں، انبیاء علیہم السلام کے تذکرے، قرآن میں ذکر شدہ اقوام کا ذکر، قرآن میں مذکور نام، قرآنی مثالیں ، وغیرہ وغیرہ کے تفصیلات موجود ہیں۔ قرآن علوم ومعارف حقائق اور دقائق اور قرآن کے ہمہ جہت علوم وفنون کے خزانوں سے اس کو بھر دیا ہے۔ ہر موضوع نوید جان فزا ہے اپنے موضوع پر ایک مناسب کتاب، ہر بات مدلل اور تحقیق لاجواب اس کو مرتب کر کے قارئین اور تشنگان علوم قرآن پر احسان کیا موصوف اسکے علاوہ بھی کئی کتابوں کے مصنف ہیں قرآن عظیم کی خدمت کا جذبہ اور ولولہ اس کی اساس ہے۔ ۲۶۰ صفحات پر مشتمل یہ قرآنی سوغات درج ذیل نمبر پر رابطہ کر کے 021-35894886 حاصل کر سکتے ہیں۔ (مبصر: مولانا محمد اسلام حقانی)

- **وہ جو بیچتے تھے دوائے دل ....مؤلف: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی**

ضخامت: ۶۵۶ ناشر: دارالفہیم اردو بازار لاہور رابطہ نمبر 0301.4441805

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی عصر حاضر کے ایک ممتاز مفکر، جید عالم دین، ماہر فقیہ، اعلیٰ درجے کے مصنف اور داعی حق ہیں لطیف اور دلکش پیرایہ میں اظہار خیال اور شستہ اور شگفتہ تحریر پر قدرت رکھتے ہیں۔ علوم فقہ اور عصر حاضر میں اسکی عملیت (implentation) جیسے اہم ترین موضوعات پر طبع آزمائی کے علاوہ مختلف شخصیات اور رجال کے خاکے اور علمی ،فکری ،دعوتی مزاج اور مذاق اور مقام وخدمات پر لکھنے میں بے نظیر نہیں تو نایاب ضرور ہے۔

زیر تبصرہ مجموعہ "وہ جو بیچتے تھے دوائے دل" پینتالیس اہم شخصیات کے علم وفضل، علمی وفکری مقام، اہم دینی خدمات اوران کے کارناموں پر مشتمل ہے ،اس مجموعہ میں مصنف نے کچھ وہ عظیم شخصیات کی حالات زندگی پر روشنی ڈالی گئی ہے جن سے مولانا رحمانی کی دید وشنید، نشست وبرخاست نہ تھی مگر ان کے کارناموں اہم علمی ، دینی اور ملی خدمات پر مولانا رحمانی وارفتہ ہے جن کے اسمائے گرامی میں حجۃ الاسلام مولانا قاسم نانوتوی ، مولانا رشید احمد گنگوہی ، مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد ، مولانا سید محمد علی مونگیری ، مولانا انور شاہ کشمیری ، علامہ سید سلیمان ندوی ، مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی ، مولانا یوسف بنوری ، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا عبدالماجد دریا آبادی، علامہ محمد اقبال، سرسید احمد خان، ڈاکٹر حمید اللہ وغیرہ شامل ہے۔

اسی طرح نامی گرامی شخصیات کا تذکرہ ہے جن سے مولانا رحمانی دید وشنید، نشست وبرخاست رکھتے تھے اور ان سے قربت واستفادے کے مواقع میسر ہوئے ہیں۔اس میں مولانا رحمانی اپنے مشفق اساتذہ اور محسن احباب اور اپنے والدین اور عزیز واقارب کاذکر والہانہ انداز میں کرتے ہیں۔خصوصا اپنے والدین کا تذکرہ میں خون جگر نچوڑ دیتے ہیں۔اس مجموعہ میں جتنے بھی شخصیات کا تذکرہ ہے ان میں سے اکثر دل کی غذا اور روح کی دوا بیچنے والے لوگ شامل تھے۔اسی مناسبت سے بہادر شاہ ظفر کے مصرع سے اس مجموعہ کو موسوم کیا۔یہ مکمل مجموعہ مضامین ادبی جواہر پاروں اور علمی نکات سے لبریز ہے ان کی تحریر میں روانی ،سلاست ، گہرائی اور فکرانگیزی جلوہ گر ہے ان کی تحریریں پڑھ کر مولانا رحمانی ایک اچھے نثر نگار صاحب فکر ونظر لکھاری کی حیثیت سے ہمارے سامنے آتے ہیں اور اس مجموعے کے مطالعے سے قاری اس عہد کی علمی وادبی تاریخ کی سیر کرسکتا ہے اور گزشتہ دور میں برصغیر کے مسلمان مفکرین ،اعیان علم اور شہسوران قلم نے جو بیش بہا کارنامے انجام دیئے ہیں اسکی ایک دلکش تاریخ سامنے آتی ہے۔اس مجموعہ کے سب سے اہم کمال یہ ہے کہ منفرد اور متنوع شخصیات کے تذکرے میں فکر ونظر کے اختلاف کے باوجود صاحب کتاب نے جس مثبت دلچسپ اور معتدل انداز میں ان کا تذکرہ کیا ہے یہ ہمارے پاکستانی اہم علم کیلئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔(مبصر: محمد اسلام حقانی)